

ہم صدقے تمہارے

انر: اسماء فوری



<https://primeurdunovels.com/>

ہم صدقہ تمہارے

از قلم: اسماء نور

مکمل ناول

صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چڑیوں کی چوں چوں موسم بھی بہت عجیب سا تھا کبھی گرمی کبھی سردی کچھ کچھ معلوم ہی نہیں ہو رہا تھا۔

”اٹھ جا نکمی کام چور لڑکی ثانی۔۔۔“

ثانیہ ماں کے نکمی کہنے پر افسوس سے سر جھکا گئی۔ پورے گھر کا کام کرتی ہوں

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

”میری عمر کی لڑکیوں کو کام کا بھی نہیں پتا اس کے بعد بھی میں نکمی کام چور ہوں سبحان اللہ صدقہ جاؤں اپ کے۔“

”جو لڑکیاں کام نہیں کرتی گھر کا ان کو اگے جا کے مشکل ہو گی تمہیں مشکل نہیں ہو گی۔“

ردا بیگم نے تحمل سے بات سمجھانی چاہی

اچھا اچھا امی جا رہی ہوں یار ء”

ثانیہ خاموشی سے اٹھ گئی۔

احمد صاحب اور ردا بیگم کی اکلوتی بیٹی ثانیہ تھی احمد صاحب کہ چچا زاد بھائی اور بہن زارا ارشد تابندہ تھی تابندہ اور زارا اور ارشد تینوں شادی شدہ تھے تابندہ کے ہسبینڈ کا نام یوسف تھا تابندہ۔ تابندہ اور یوسف کا ایک ہی بیٹا تھا جس کا نام تبریز یوسف تھا۔ تبریز یوسف ایک پڑھا لکھا ہونہار لڑکا جو کینیڈا میں اپنا بزنس سنبھال رہا تھا اور ارشد اور ممتاز کی شادی دو شادیاں ہوئی تھی ارشد کی پہلی بیوی آسیہ کا انتقال ہو چکا تھا رضائے الہی سے بچے کو جنم دیتے وقت ارشد کی پہلی بیوی میں سے دو اولادیں تھیں ایک کا نام محسن تھا جو سب سے بڑا بیٹا تھا اور دوسرے کا نام حسن تھا حسن کی پیدائش کے دو دن بعد آسیہ اس جہان فانی سے خالق حقیقی سے جا ملی۔

ارشاد کی بیوی ممتاز نے ایک الگ ہی بیر پال رکھا تھا محسن اور حسن سے حسن پانچ سال کا تھا جب ممتاز شادی کر کر اس گھر میں آئی تھی اور محسن کی عمر صرف 11 سال تھی محسن ایک ایسا بچہ تھا جو کم وقت میں سمجھدار تنہائی پسند اپنے کام سے کام رکھنے والا اپنی ماں کو ہر پل یاد کرنے والا لڑکا تھا اپنی عمر سے زیادہ بہت کچھ سیکھ چکا تھا۔ ایک دفعہ کی بات ہے کہ جب کچن میں غلطی سے پانی پیتے ہوئے محسن کے ہاتھ سے کانچ کا گلاس نیچے گر کر ٹوٹ چکا تھا بلکہ کرچی کرچی ہو چکا تھا اور محسن کو بہت بری چوٹ آئی تھی اس کے باوجود بھی ممتاز بیگم صاحبہ نے محسن کی چوٹ کو نظر انداز کرتے ہوئے ایسی ایسی وہ وہ باتیں کہی تھی کہ محسن کا دل چاہا تھا کہ پل بھر میں یا تو اپنے آپ کو مار دے یا سامنے کھڑی عورت کو مار دیں ایک 15 سال کا بچہ جو ابھی ٹین ایج میں ہوتا ہے اس سے کوئی اس کی ماں کی پاک دامنی پر کوئی حرف اٹھائے تو میرے خیال میں اس کو مار دینا ہی چاہیے بہر حال ممتاز نے اس کے زخم کو فل انگور کر کے آسیہ بیگم پر باتیں بنانا شروع کر دیں کہ تمہیں کوئی ڈھنگ نہیں یا تمہاری ماں نے تمہیں کوئی تمیز نہیں سکھائی تمہاری ماں تو تھی ہی آوارہ فرصت ملتی تو وہ اپنے بچوں پر دھیان دیتی اور اس سے زیادہ نازیبا الفاظ یوز کر چکی تھی جو کہ محسن کی برداشت میں نہیں تھے اگر وہ کچھ اور کہتی یا محسن کو اور زیادہ مارتی یا اپنے منہ سے آسیہ بیگم کے لیے کوئی غلط گفتہ منہ سے نکالتی اس سے پہلے ارشد صاحب دھاڑتے ہوئے اسے روک چکے تھے اور دو تھپڑ رکھ کر منہ پر مارے تھے ممتاز کے۔۔

اس دن کے بعد محسن کو زارا کے گھر بھیج دیا گیا اور وہاں پر تین سال رہ کر زارا اور اکرام نے فیصلہ کیا کہ اب محسن کو اچھی تعلیم کے لیے کینیڈا بھیج دیا جائے اور اب وہاں پر پڑھ کر تہریز کے ساتھ مل کر بزنس کرے گا۔

حسن بہت روتا تھا محسن کو یاد کر کر مگر حسن تو بچہ تھا اس کا کیا قصور تھا اس ممتاز جیسی عورت اس کو بھی پیار نہیں دے سکی ممتاز کی دو سہیلیاں تھیں ایک کا نام سعدیہ تھا دوسری کا نام پاکیزہ تھا سعدیہ ایک ایسی عورت تھی جس نے ولید کے ساتھ شادی صرف اور صرف دولت کی وجہ سے کی تھی ولید صاحب کی ایک بیٹی بھی تھی جو ان کی پہلی بیوی میں سے تھی دوسری بیوی میں سے ان کو اولاد نہیں ہوئی جو کہ دوسری سعدیہ تھی ولید کی بیٹی کا نام ارم تھا ارم ایک بے انتہا خوبصورت ذہین اور مضبوط لڑکی تھی ارم اپنی عزت کروانا جانتی تھی کیونکہ اس کا کہنا تھا اگر ارم عزت کرنا جانتی ہے تو کروانا بھی جانتی

ہے اور کسی کی ہمت نہیں تھی کہ ارم سے کوئی بد زبانی کر سکیں سوائے سعدیہ کے سعدیہ کو بھی اس نے اس وجہ سے ڈھیل دی تھی کیونکہ وہ اس اس کی سوتیلی ماں تھی

-- ارم کی آنکھیں بہت خوبصورت تھیں ارم کی نیلی آنکھیں اپنے محرم شہریار علی کے لیے نرم ہوتی تھی نماز کے پابند لڑکی وہ چاہتی تھی کہ شہریار علی کے ساتھ خانہ کعبہ کا دیدار کرے ارم کی رخصتی میں صرف آٹھ دن رہتے تھے جس کا پتہ ممتاز اور سعدیہ کو ولید صاحب کیا بلکہ کسی نے بھی ہونے نہیں دیا۔۔۔

اور دوسری جگہ سعدیہ نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی ارم اور ارم کی ماں پر انگلی اٹھاتے ہوئے حالانکہ اس کو پتہ تھا کہ ارم کا نکاح شہریار علی کی ساتھ ہوا تھا اور شہریار علی اٹھارہ۔۔ اور شہریار علی ارم سے بی پناہ عشق کرتا تھا۔ شہریار کے ابو کا نام شاہد علی ہے۔ اور شاہد علی کے صرف دو ہی بیٹے ہیں بڑا سب سے شہریار علی چھوٹا سب سے کاشان علی۔۔

شہریار علی کا نکاح بچپن میں نیلم کی موجودگی میں نکاح ہوا تھا اور کاشان علی جو کہ چھوٹا بیٹا تھا ماں کا لاڈلا بھی تھا وہ کسی اور لڑکی کو پسند کرتا تھا اس کا نام لائبہ تھا لائبہ ایک سلجھی ہوئی لڑکی ہے یونیورسٹی میں پڑھ رہی تھی اور کاشان علی سے نوٹس وغیرہ ایک دوسرے سے لینا دینا ہوتا رہتا تھا ایک دن کاشان علی نے اپنی خواہش ظاہر کی تھی لائبہ سے شادی کی جس پر لائبہ نے کہا تھا کہ عزت کے ساتھ رشتہ گھر لے او باقی جو میرے والدین نے چاہا کاشان علی نے آخری سمسٹر کے پیپر دے دیئے تھے۔ اب وہ شہریار علی کے ساتھ ساتھ جو بکر رہا تھا مگر اس کی جو ب اپلجھی پکی نہیں تھی کیونکہ ابھی تو صرف تین ماہ ہوئے تھے جو ب کو۔۔ لائبہ اس سے جو نئیر تھی کاشان علی اس سے

سینئر تھا اور دوسری سہیلی ممتاز کی پاکیزہ تھی پاکیزہ کی شادی خان برادری میں ہوئی تھی وہ خوبصورت لڑکی تھی مگر بھولی بھالی سی معصوم سی کسی کا دل نہ دکھانے والی پتہ نہیں کیسے ممتاز کی دوست بن گئی اور ممتاز اس سے پتہ نہیں کتنے ہی بے تحاشہ قیمتی تحائف لے چکی تھی۔۔ پاکیزہ کے شوہر کا نام امجد تھا اور ان کے اکلوتا بیٹا رضا تھا پاکیزہ کی عمر صرف 23 سال تھی جب امجد صاحب کا انتقال ہوا تھا امجد صاحب پاکیزہ سے 15 سال بڑے تھے۔۔ ساری زندگی اپنے بیٹے رضا کے لیے وقف کر دی۔ اور رضا پاکیزہ دونوں کینیڈا میں رہ رہے تھے رضا اپنا بزنس سنبھال رہا تھا کینیڈا میں۔۔

“ بیٹا آج کچھ وقت نکال کر فریزر صاف کر لینا بکرا عید آنے والی ہے “

ردا بیگم نے ثانیہ سے کہا جو نماز پڑھ کر اٹھی تھی ابھی۔۔

ہاں جی امی ٹھیک ہے مگر ویسے تو پورے 15 دن پڑے ہوئے ہیں عید میں چلیں خیر آپ کہتے ہیں تو صاف کر لیتی ہوں۔۔

ثنیہ کا رخ اب کچن کی جانب تھا اتنے میں احمد صاحب جو ثانیہ کو چائے کا کپ بنانے کا کہنے آئے تھے مگر ثانیہ کو فریزر صاف کرتے دیکھا تو ردا بیگم سے کہنے لگے۔

”بیگم ایک کپ چائے بنا دیں اور آپ کو ضروری بات کرنی ہے کہ میں نے ثانیہ کی نکاح کی تاریخ پر سوں رکھ دی ہے کل ثانیہ محسن کے ساتھ نکاح کر کے رخصت ہو جائے گی تو اس کی تیاری کر لیں۔“

تین مہینوں سے ارشد صاحب نے احمد صاحب سے کہا ہوا تھا مگر آج انہوں نے تاریخ رکھ دی تھی۔ نکاح میں صرف عزیز و اقارب کو بلایا گیا تھا اور کسی کو بھی نہیں حتیٰ کہ ممتاز کو بھی علم نہیں تھا۔

”جی جی ٹھیک ہے جیسا آپ چاہیں۔۔۔“

۔۔۔ بیگم نے ثانیہ کو بھی نہیں بتایا تھا۔ ثانیہ تو اپنے باپ کے کہنے پر راضی ہوئی تھی۔

*****:

اللہ کر کے ثانیہ کا نکاح محسن کے ساتھ ہو گیا جب ممتاز کو معلوم ہوا تو اس کے کلیجے میں چھریاں چلنے لگی اور ارشد صاحب کی بے عزتی کرنے لگی تھی ثانیہ کو ممتاز بیگم سے بہت ڈر لگتا تھا ایک دفعہ کا واقعہ تھا جب ثانیہ ممتاز کے گھر گئی تھی اس نے بلایا تھا ثانیہ کو کیونکہ تبریز کی برتھ ڈے تھی ثانیہ خوشی خوشی تبریز کی برتھ ڈے منا رہی تھی وہاں پر ممتاز نے جب ثانیہ کو دیکھا کہ ثانیہ گھر آئی ہوئی ہے تو اسے بہت سنائی تھی کہا تھا کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ جوان لڑکے کی برتھ ڈے منانے آئی

جس پر ثانیہ نے کہا کہ تبریز میرا بھائی ہے اور تبریز نے مجھے خود دعوت دی ہے جس پر ممتاز بیگم کا ہاتھ اٹھا تھا اور ثانیہ کے چہرے پہ لگا تھا اس دن سے لے کر ثانیہ کبھی ممتاز کے گھر نہیں گئی اس بات کو پورا سال گزر گیا تھا مگر اب تو اسے وہ باتیں یاد آ رہی تھیں اور پریشان ہو رہی تھی اس کو اس سے ڈر تھا کہ کہیں محسن کو اس سے بدظن نہ کر دے۔۔ نکاح قریب میں صرف اکرام زارا تارا محسن حسن اور ارشد صاحب تھے اور شہریاری علی اور کاشان علی ان کی والدہ نمرا ان کے والد شاہد صاحب اور رضا اور پاکیزہ تھی نہ تو نکاح میں سعدیہ کو بلایا گیا تھا نہ ہی ممتاز کو ارم اور ولید صاحب بھی سعدیہ کو بنا بتایا ائے تھے۔ ارم اور تارہ تو ثانیہ کے پاس چلی گئی تھی باقی لڑکے سارے محسن کے ساتھ تھے۔۔

*****'

ثانیہ رخصت ہو کر آئی تو ممتاز کو آگ لگ گئی تھی ممتاز تو حیران ہو رہی تھی کہ ثانیہ کے نکاح میں سارے شریک تھے صرف ایک سعدیہ نہ تھی اور نہ ہی وہ خود پاکیزہ کو جب دیکھا تو اس کی بے عزتی کرنا شروع ہو گئی باقی پاکیزہ کو دو دو باتیں سنا کر اس کو چلتا کیا وہ تو ممتاز سے دوستی ختم کرنا چاہتی تھی مگر صرف رضا کی وجہ سے خاموش ہو گئی کیونکہ رضا ان سب کا دوست تھا ان کی دوستی اچھی تھی مثالی تھی بہترین دوستی میں آتی تھی دوست ان کی دوستی۔ ثانیہ کو محسن کے کمرے میں بٹھایا

گیا اور تارا ارم ساتھ تھی ان کے ممتاز دندناتی ہوئی محسن کے کمرے میں گئی اور تارہ ارم کو کمرے سے باہر نکال کر ثانیہ سے مخاطب ہونے لگی۔

"تم تو ہو ہی بے غیرت بد چلن آوارہ مزاج لڑکی بہت سمجھایا تھا میں نے ارشد کو کہ تم سے محسن کی شادی نہ کروائیں ارم کی کروادیں مگر میری ایک بات بھی نہ سنی پتہ نہیں کیا نظر آگیا تم میں انہیں جو تمہیں تو طلاق دلوؤں گی طلاق تم نے اپنے جال میں پھنسا یا ہے محسن کو۔ محسن کی بیوی کے لیے تمہیں چوز کیا میرا دل کر رہا ہے میں تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں۔ تم سے اچھی ارم ہے دیکھنا میں ارم کا نکاح تڑوا کر اس کی شادی محسن سے کرواؤں گی اور تمہیں دھکے دے کر گھر سے باہر نہ کر دیا میرا نام ممتاز بیگم نہیں۔۔۔ ممتاز نے بولنے کے ساتھ ساتھ اس کو مارنا بھی شروع کر دیا تھا اپنے لمبے لمبے چڑیلوں جیسے ناخنوں سے۔ اس کا دوپٹہ اس کی ماتھا پٹی سب کچھ اتار پھینک چکی تھی۔ تھپڑوں کپڑوں سے منہ سجا چکی تھی اس کا بازو مروڑتے کندھوں پر مکے برسانے لگی تھی اس کے بال نوچنا شروع کر دیے تھے۔ اس کی ناک سے بے دردی کی طرح نتھلی اتاری تھی کہ ناک سے خون بہہ چکا تھا۔

”لیکن لیکن تائی اس میں میرا کیا قصور مجھے پلینز نہ ماریں مجھے درد ہو رہا ہے پلینز میرا بازو چھوڑ دیں پلینز مجھے نہ ماریں تائی میں نے نہیں کہا تھا محسن جی کو مجھ سے شادی کریں میں صرف اپنے والدین کے لیے راضی ہوئی تھی پلینز مجھے نہ ماریں۔۔“

صدا کی ڈرپوک ثانیہ مار کھاتے ہوئے رو رہی تھی اور اپنی بے گناہی کا ثبوت دے رہی تھی۔۔ اتنے میں اوپر پورشن میں زارا کو آوازیں سنائی دیں تو فوراً نیچے بھاگ آئی اور اس کو دور کر کے ممتاز کو سنانے لگیں۔۔۔

۔۔ ادھر سے ہٹو تم تمہیں ذرا شرم نہیں آئی نئی نوپلی دلہن پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے آنے دو محسن اور ارشد بھائی کو بڑی کوئی بے غیرت عورت ہو تمہیں تو ارشد بھائی سیدھا کریں گے۔۔

زارا نے ممتاز کو پیچھے دھکا دے کر ثانیہ کو گلے سے لگایا تھا ثانیہ ہچکیاں بھر کر رو رہی تھی۔۔ آنٹی مجھے -نا- مجھے اپنے گھر جانا ہے۔۔۔۔

اتنے میں محسن بھی آگیا تھا۔ محسن کی دھاڑ سے پورا گھر گونج اٹھا تھا۔۔

۔۔۔ آپ کی ہمت کیسے ہوئی میری بیوی پر ہاتھ اٹھانے کی۔۔۔۔

”میں نے کچھ بھی نہیں کیا یہ تو خود اوارہ ہے بد چلن پتہ نہیں کیسے تم نے اس سے شادی کر دی دیکھو ابھی بھی نا جانے کسی کے پیار میں آکر مگر مچھ کے آنسو بھا رہی ہے۔۔“

۔۔۔ جھوٹ مت بولو ممتاز تمہاری غلطی تھی تم نے ثانیہ پہ ہاتھ اٹھایا تھا ایسی کوئی بات نہیں ہے فضول میں بچی پر الزام مت لگاؤ اور یہ اپنے آپ میں سے یہ گندی عادتیں الزام لگانے والی کسی کی کردار کشی کرنے والی عادت کو چھوڑ دو تو تمہارے لیے بہتر رہے گا سمجھی۔۔

۔۔۔ زارا کا تو میٹر ہی شارٹ ہو چکا تھا کہ اس کے سامنے دیدہ دلیری سے جھوٹ بول رہی تھی۔۔

۔۔۔ استغفرُ اللہ توبہ توبہ۔ تائی بہت ہی کوئی جھوٹی عورت ہیں آپ تو۔۔۔ تارا نے اپنی سبز رنگ آنکھوں کو حیرت سے کھول کر پھر سے چھوٹی کرتی بولی تھی۔

۔۔۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے میری بیوی پر ہاتھ اٹھانے کی ہمت کیسے کی۔۔

زارا کی بات سن کر پھر سے ممتاز کی جانب بڑھا تھا اور تیش میں ٹیبل پر پڑی کانچ کی کینڈل سٹکس جو روم میں ہر طرف سجی ہوئی بہت پیاری لگ رہی تھی غصے میں آکر وہ نیچے پھینک دی ہر جگہ کانچ کے ٹکڑے پھیل چکے تھے۔۔۔۔

ثانیہ کو بہت خوف آرہا تھا وہ بہت روئے جا رہے تھے زارہ کے گلے لگ کر زارا نے بہت کوشش کی کہ وہ چپ ہو جائے مگر وہ چپ نہیں ہو رہی تھی وہ بہت روئے جا رہی تھی اسے بہت تکلیف ہو رہی تھی۔۔ ثانیہ نے بس ایک ہی ضد لگائی تھی کہ اسے اپنے گھر جانا ہے جانے اور نہ جانے کب نیچے کارپیٹ پر زارا کی باہوں میں ہوش کھو بیٹھ تھی۔ سارے بھاگ بھاگ کر محسن کے کمرے میں آ گئے تھے حسن مصطفیٰ ارشد صاحب اکرام صاحب نے جب دیکھا تو ان کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی تھی حسن مصطفیٰ تو بھاگے تھے تبریز کے پاس تبریز ویسے تو کینیڈا میں بزنس سنبھال رہا تھا محسن کی شادی کے لیے واپس پاکستان آیا ہوا تھا جو عید کے چوتھے دن پر واپس جانے کا پروگرام کر رہا تھا۔۔ جب مصطفیٰ اور

حسن نے تبریز کو بلانے کے لیے گئے۔ تبریز جب کمرے میں آیا اور ثانیہ کو دیکھا جس کے بال کھلے ہوئے ناک میں سے بہتی خون کی لہر منہ سو جا ہوا تھپڑوں کی وجہ سے ماتھا پیٹی نیچے لٹک رہی تھی ایک کان میں جھمکا نہیں سر سے دوپٹہ اترا ہوا ہے زارا کی باہوں میں کارپیٹ پر لیٹی ہوئی۔ تبریز تارا کی طرف لپکا تھا۔۔

۔۔ ممتاز اس سے پہلے کہ میں کچھ کر گزروں یہاں سے دفع ہو جاؤ۔۔

ارشد صاحب کا ہاتھ اٹھا تھا اور ممتاز بیگم کے منہ پر پڑا تھا۔۔

--ثانیہ۔ ثانیہ بیٹا آنکھیں کھولو بھائی کی جان بھائی کا بچہ آنکھیں کھولو میرا بیٹا۔۔ تبریز ثانیہ کی حالت دیکھ کر تڑپ گیا تھا۔۔

حسن مصطفیٰ فوراً گاڑی نکالو۔۔

ممتاز بیگم کو دیکھتے ہوئے اتنی زور سے دھاڑتے ہوئے کہا تھا کہ ممتاز کو لگا محسن اور تبریز اس کی جان نکال لیں گے۔۔ فوراً حسن اور مصطفیٰ نے گاڑی نکال لی تھی۔۔

۔۔۔ اگر میری بیوی کو کچھ ہوا تو یاد رکھیے گا آپ کو میں زندہ دفن کر دوں گا اور میں یہ سوچوں گا بھی نہیں کہ میرا آپ سے کیا رشتہ ہے سمجھی۔۔

شہادت کی انگلی اٹھا کر کہتے محسن رکا نہیں تھا بلکہ مصطفیٰ اور حسن تبریز کی جانب بھاگا تھا جہاں وہ ثانیہ کو لے کر ہسپتال جا رہے تھے۔۔

ہسپتال میں جب ثانیہ کو لے کر گئے تو ڈاکٹر نے بتایا ڈر کی وجہ سے بے ہوش ہوئی ہیں اور ڈاکٹر نے ان پر غصہ کیا تھا کہ نئی نویلی دلہن کی حالت ایسے کرتے ہیں یہ تو صاف صاف پولیس کیس لگ رہا ہے مگر میں مسٹر محسن آپ کی فیملی ڈاکٹر ہوں اس وجہ سے خاموش ہو گئی اگلی بار اگر ایسی حالت ہوئی میں تو معاف کیجیے گا میں پولیس کال لگانے میں دیر نہیں کروں گی۔۔ ڈاکٹر اپنی کہتی چلی گئی ثانیہ

کو ڈسپارج کر دیا گیا تھا ثانیہ دوائیوں کے زیر اثر تھی تبریز ایک پل بھی ثانیہ کو نہیں چھوڑ رہا تھا اکیلا جب ثانیہ کو گھر لے کر آئے زارا اور تارہ اکرام ارشد ان لوگوں کا انتظار کر رہے تھے فوراً ثانیہ کو محسن اپنے کمرے میں لے گیا تھا اسے لیٹا کر چادر درست کر کر واپس ارشد صاحب والوں کے پاس آگیا تھا۔

-- دیکھیں ڈیڈ آپ کی بیوی کو ہمارے ساتھ مسئلہ کیا ہے وہ ہمیں سکھ سے جینے کیوں نہیں دیتی؟؟ محسن نے باپ سے بات کی تھی جو خود شرمندہ تھے۔

-- ڈیڈ میں ہرگز برداشت نہیں کروں گا کوئی میری بیوی پر ہاتھ اٹھائے جس میں اس کا قصور ہی نہ ہو یہ آخری دفعہ تھا ڈیڈ آپ اپنی وائف کو سمجھا دیجیے گا نہیں تو اچھا نہیں ہو گا ان کے ساتھ۔

ارشد صاحب کیا کہتے ان کے پاس الفاظ ہی نہیں تھے۔ بس محسن کا کندھا تھپتھپا کر اپنے کمرے کی طرف چل پڑے۔

-- میری بات کان کھول کر سنو محسن میں نے تمہیں اگر اپنی بہن کی ذمہ داری دی ہے تو پھر پورا کرنا بھی تمہارا فرض ہے جو ہو گیا سو ہو گیا آج کے بعد میں یہ نہ دیکھوں چاہے اس میں تمہاری غلطی ہو یا نہ ہو۔۔۔

جی بھائی آئندہ اپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔ تبریز محسن سے چھ سال بڑا تھا اور محسن کو سنا بھی رہا تھا محسن جو خاموشی سے سن رہا تھا وہ ہمیشہ احترام کرتا تھا کہ تبریز بڑا ہے اور تبریز نے واقعی میں بڑا بن کر دکھایا تھا ہر موڑ پر اس کا ساتھ دیا تھا۔

بس بس اب جاؤ سارے اپنے کمروں میں ممتاز کی غلطی کی وجہ سے ایک دوسرے سے لڑو مت۔۔۔
زارا نے سب کو اپنے کمرے میں بھیج دیا تھا۔

پ۔پ۔پانی۔۔

محسن جو کمرے میں آکر اپنے کپڑے چینج کر کے سگریٹ کا پیکٹ اٹھانے لگا تھا کہ ثانیہ کی آواز سنائی دی تھی۔۔

ثانی۔ ثانی اٹھو پانی پیو۔۔

محسن سگریٹ کو دور پھینک کر فوراً ثانیہ کی طرف آیا تھا اور اسے سہارا دے کر بیٹھا تھا۔ اور جگ میں سے پانی کا گلاس نکال کر اسکی جانب کیا تھا ثانیہ کے ہاتھ کپ کپا رہے تھے۔ پانی پیتے وقت۔۔
چھوڑ تم میں خود پلا رہا ہوں۔۔ ثانیہ نے اپنے ہاتھ پیچھے کر لیے۔۔

میرے کمرے میں آنے سے پہلے کس بات پہ ہاتھ اٹھایا تھا انہوں نے تم پر۔

محسن نے صرف پوچھا تھا مگر اس کے پوچھنے پر ثانیہ نے روتے ہوئے ساری کاروائی بتانا شروع کی تھی۔۔ کہ کیسے اس پر الزامات لگا رہی تھی۔

۔۔۔ محسن جی۔ مجھے اپنے گھر جانا ہے مجھے پل۔ پلینز۔ گھر چھوڑ آئیں میرے۔۔

”ابھی چاچا چاچی پریشان ہو جائیں گے ثانی۔۔ صبح لے کر چلوں گا۔۔“

نہی۔ نہیں۔ مج۔ مجھے۔ اپنے گھر جانا ہے۔۔ ثانیہ کی ایک ہی بات بار بار دہرائی جائے رہی تھی۔۔

یہ بھی تمہارا اپنا گھر ہے ثانی۔۔

وہ اس کے ہاتھوں کو پکڑ کر سہلا رہا تھا۔۔

نہیں ہے میرا یہ گھر مجھے ممتاز آنٹی نن۔ نے۔ کہا ہے کہ می۔ میں نے آپکو اپنے جال میں پھنسنایا۔۔ ک۔ کر۔ آپ سے شادی کی ہے مگر میں قسم کھاتی ہوں۔۔۔ محسن جی مجھے تو آپ سے شادی کا علم ہی نہیں تھا میں صرف اب۔ ابو کے کہنے پر را۔ راضی ہوئی تھی۔ او۔ او۔ اور۔ ممتاز آنٹی نے کہا ہے۔۔۔ مجھے وہ۔ وہ۔

آپکی شادی ارم سے کرائیں گی اور۔ مجھے کہہ رہی تھی کہ ج۔ج۔ مجھے طلاق دلوا کر گھر سے دھکے دے کر نکالیں گی۔۔۔۔۔۔ وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔ اور اب محسن کے ہاتھ تھامنے پر اس کو سب بتائے جا رہی تھی۔۔

بس میں ہوں نہ ایسا کچھ بھی نہیں ہونے دوں گا۔ محسن اس کے آنکھوں میں سے بہتے سیالوں کو اپنے ہاتھوں سے صاف کر رہا تھا۔۔۔۔۔

ج۔ محسن جی اگ۔ اگر اپنے ارم سے دوسری شادی کرنی ہے تو کر لیں مگر۔ مگر مجھے طلاق نہ دینا۔۔

بس اب بالکل چپ کیا دوسری شادی دوسری شادی لگا کر بیٹھی ہو میں ادھر سوچ رہا تھا کہ تمہیں گھمانے لے جاؤں مگر یہاں تو محترم کے مزاج نہیں مل رہے۔۔ محسن نے پہلے تھوڑا غصے سے پھر نرم آواز میں کہا تھا۔۔

آپ مجھے گھمانے کہاں پر لے جائیں گے؟؟۔۔

ثانیہ جو اس کے غصہ اور پھر نرمی سے بات کرنے والے انداز کو دیکھ کر بات بدل گئی تھی۔۔

نہیں نہیں تم پہلے میری دوسری شادی کر وا دو۔۔ محسن نے تپ کے کہا تھا۔

اچھا سوری آئندہ نہیں بولوں گی وہ تو ممتاز آنٹی نے کہا تھا۔۔

محسن نے اسے بات سمجھائی۔۔

یایا۔۔۔ یایایایایایایایا۔۔۔ یایایا اچھا اچھا۔۔۔

ثانیہ کافی ہد تک تھیک ہو چکی تھی۔۔۔

--- چلو اٹھو شاباش ہمت کرو جاؤ کپڑے وغیرہ تبدیل کرو پھر بعد میں کھانا کھانا ہے دوائی بھی لینے

ثانیہ اپنے کپڑے لیکر واشروم چلی گئی تھی مگر اب محسن سوچ رہا تھا کہ واپس کینیڈا اکیلا نہیں جائے گا ساتھ میں ثانیہ کو بھی لے جائے گا اور یہ اس کا آخری فیصلہ تھا۔

رات کے بارہ بج رہے تھے تارا کچن میں اپنے لئے نوڈلز بنا رہی تھی۔۔

تبریز نے جب کچن میں آتی برتنوں کی آواز سنی تو اس نے بھی اپنے قدم کچن کی جانب کئے تھے جہاں تارا نوڈلز بنا رہی تھی تبریز نے اسے پل بھر میں دیکھا تھا بلکہ گھورا تھا۔ کہ رات کے اس پہر اپنے

لمبے بالوں کا جوڑا بنایا ہوا تھا۔ کام کرتے وقت جوڑے میں سے بال نکل رہے تھے۔ اور نازک ہاتھوں سے جس پر ریڈ کلر کی نیل پولش لگی ہوئی تھی اور یہ نیل پولش تبریز اسپیشلی اس کے لیے کیڑا سے کلر فلز نیل پولش لیکر آیا تھا۔ بالکہ اس کے لیے اور ثانیہ کے لیے تو دل سے شاپنگ کر کر آیا تھا۔ لہسن چھیل رہی تھی سادہ سالون کا پرنٹڈ ریڈ انڈ گولڈن کلر کا فروک پہنا ہوا تھا دوپٹہ چمیر پر ٹانگ رکھا تھا۔

-- اس وقت کچن میں کیا کر رہی ہو۔
تبریز نے اس کا مکمل جائزہ لیتے ہوئے کہا تھا۔
او ہٹلر صاحب کے انکل آئے ہیں۔۔۔

آئیں آئیں تبریز انکل کیا آپ نوڈلز کھائیں گے ؟
تارا لہسن ادرک کا پیسٹ بنا رہی تھی اب۔۔

جتنا پوچھا ہے اتنا جواب دو۔۔ اس ٹائم کچن میں کیوں آئی ہو؟؟ اور یہ کوئی وقت ہے مذاق کرنے کا کبھی سیریس بھی ہو جایا کرو۔۔

تبریز نے تھوڑا سخت لہجے میں کہا تھا۔۔

وہ میں مووی دیکھنا چاہتی تھی تو تھوڑی ہو رہی ہے۔۔ اور ساتھ میں مصطفیٰ بھائی اور حسن بھائی بھی ہیں۔۔

تار نے اس کا غصے بھرا لہجہ دیکھ کر بات سنبھالنے کی کوشش کی کہیں مووی دیکھنے سے ہی منہ نہ کر دے۔

۔۔ ہم ایک گلاس ٹھنڈا پانی دو۔۔۔ تبریز کرسی پر بیٹھ گیا تھا جس کا دوپٹہ اسی کرسی پر پڑا ہوا تھا۔۔۔

۔۔۔ انکل آپکا پانی۔۔

تارا پھر سے شروع ہو چکی تھی۔۔۔

واٹ انکل؟؟۔۔۔

تبریز کو اس پر غصہ آ رہا تھا جو پھر سے مذاق کر رہی تھی۔۔۔

-- تھک یو انکل آپ نے مجھے تحفے دیئے۔۔

تارا کو مزہ آ رہا تھا اس کو تنگ کرنے میں۔۔

-- اپنی چوائس بہت اچھی ہے اور آپ اب امی سے کہیں کہ۔۔۔

تبریز نے ڈھیر ساری اس کے لیے شاپنگ کی تھی اور وہ اس ان تحائف کے بارے میں بات کر رہی تھی اور تبریز کو بار بار غصہ دلا رہی تھی۔۔

-- خبردار دوبارہ انکل کہا تو زبان کاٹ دوں گا تمہاری۔۔ امی نے کیا بتایا تھا تمہیں اپنے اور میرے رشتے کہ متعلق۔ ہاں۔ ہاں بولو شوہر ہوں میں تمہارا۔۔ اور یہ بات اپنے اس خالی نا سمجھ دماغ میں ڈال دو کہ اگر میں نے تمہاری زبان سے یہ الفاظ سنا تو تمہاری زبان میں اپنے ہاتھوں سے کاٹوں گا۔۔ کچھ آئی سمجھ۔۔

تبریز کی اب برداشت ختم ہو گئی تھی اسے پیار سے سمجھا سمجھا کر تھک چکا تھا اب اسی وجہ سے مجبوراً سختی پیش کر رہا تھا۔۔

-- می۔ می۔ می۔ میں۔۔

تارا کی سبز آنکھوں میں نمی گھل گئی تھی اور وہ اس کی آنکھوں میں اپنے آپ کو ڈوبنے سے بچا رہا تھا

--

چپ بلکل چپ نہیں تو دوکان کے نیچے لگاؤں گا۔

تبریز کو بہت غصہ آرہا تھا پہلے اس پر اس کے بعد خود پر کہ وہ اس کی آنکھوں سے نظریں کیوں نہیں ہٹا پا رہا تھا۔

--می۔ میں محسن بھا۔ بھائی سے آپ کی شش۔ شکایت کروں گی۔ آپ نے اچھا نہیں کیا او۔ اور آپ کے سارے تحف۔ تحفے گندے ہیں می۔ میں انہیں ڈسٹبین میں پھنک دوں گی یا انہیں آگ لگا دوں گی۔۔۔

اس پر نہ غصہ کرنے والا تبریز اس پر جان نچھاور کرنے والا اس سے سختی سے پیش آرہا تھا۔ مگر تبریز چاہتا تھا کہ کسی کو موقع نہ ملے خاص کر ممتاز اور سعدیہ جیسی عورت ان پر باتیں بنائے اس سے یہ برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ اس وجہ سے اس نے سختی کی تھی۔۔

--چپ بلکل چپ۔۔

تبریز نے اس کی طرف قدم بڑھائے تھے۔۔

تت۔ تائی بلکل تھیک کہتی ہیں آ۔ آپ بہت برے ہیں۔۔

وہ اس سے ڈر رہی تھی وہ سمجھ رہی تھی کہ وہ اس پر ہاتھ اٹھانے والا ہے اس ڈر سے وہ اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا گئی تھی۔

۔۔ برا نہیں بہت برا ہوں میں۔۔ تمہارے اس ننھے دماغ میں یہ بات آجانی چاہیے۔۔

اس کے دونوں نازک ہاتھوں کو اپنے ایک ہاتھ میں لیکر عقیدت سے آنکھوں سے لگایا اور اپنے ہاتھوں میں قید کر گیا تھا۔

۔۔ مجھے درد ہو رہا ہے چھوڑیں میرا ہاتھ۔۔۔۔

وہ اسے روٹھے انداز میں بولی تھی۔ وہ اس سے قد میں چھوٹی سی تھی اور عمر میں بھی تیرا سال چھوٹی تھی وہ اسے نخرے دکھا رہے تھی اسے دھمکی دے رہی تھی۔۔

۔۔ اگر تمہیں میری بات سمجھ نہیں آئی تو اپنے انجام کے لیے تیار رہنا سمجھیں۔۔

۔۔ کیوں کیا کریں گے آپ؟؟۔۔

تار نے روٹھے ہوئے انداز میں کہا تھا۔

”اس عید پر تمہاری قربانی۔۔“

اس کے کان میں سرگوشی کرتا وہ جھکا تھا اور اس کا ماتھا چوم کر گلے سے لگایا تھا تبریز نے۔۔

۔۔۔ بابا بابا تبریز جی پہلی بات قربانی جانوروں کی ہوتی ہے اور وہ بھی ہلال جانوروں کی اور دوسری بات اگر میں نے آپکو انکل کہہ بھی دیا تو کیا ہو گیا بیویاں تو اپنے شوہروں کو کیا کیا بولتی ہیں تبریز آپ بھی تو مذاق کرتے ہیں مجھے چڑیل کہتے ہیں میں نے کبھی آپ سے شکایت کی؟ نہیں نہ تو آج آپ نے کیوں مجھ پر غصہ کیا؟؟۔۔۔

تار نے پہلے ہنس کر اس کے بعد بالکل سنجیدہ سے اپنی سبز رنگ آنکھوں کو جھکائے بولی تھی۔۔

۔۔ اچھا اے تمہیں میرا غصہ نکالنا نظر آیا مگر میں تمہیں اتنے دنوں سے سمجھا رہا ہوں وہ؟؟۔۔ بھول گئیں۔۔ اچھا تم بتاؤ یہ اچھی بات ہے کہ تمہیں اور مجھے لوگ کچھ کہیں نہیں نہ۔۔ خاص کر کر ممتاز اور سعدیہ آنٹی ہم پر باتیں بنائے۔۔ اور تم مذاق میں کہتی ہو وہ تو مجھے پتا ہے نہ کسی دوسرے کو تو نہیں نہ۔۔

تبریز نے اسے اس دفعہ نرمی سے سمجھایا تھا۔۔

۔۔ آئم سو سوری تبریز جی آئندہ مذاق نہیں کروں گی۔۔

تار نے اپنی غلطی کی معافی مانگی۔۔

-- کوئی بات نہیں مذاق کرو مگر اکیلے میں سب کے سامنے لوگوں کو موقع ملتا ہے باتیں کرنے میں --

-- اور ممتاز آنٹی تائی نہیں مامی ہوئی تمہاری اور میری --

وہ اپنے ایک ہاتھ سے اس کا گال سہلاتا چولہے پر فرائے پین رکھ چکا تھا۔ اب وہ اس کے ساتھ نوڈلز بنوا رہا تھا۔ اتنے میں حسن اور مصطفیٰ کچن میں آگئے تھے۔

ہاہا جی۔ جی وہ ہی۔۔۔۔۔

جلدی کرو تارا دیر ہو رہی ہے۔۔۔

گھڑی میں دیکھا تو ساڑھے بارہ بج رہے تھے۔

تبھی تبریز نے کہا تارا سے

-- ہاں بس مصالحہ ڈالنا ہے۔

ان چاروں نے مل کر کیا تھا۔ تبریز اور تارا نے نوڈلز بنائے مصطفیٰ نے پلیٹیں لیکر اوپر چلا گیا تھا جہاں انہوں نے سیٹ اپ کیا تھا۔ اور حسن کولڈرنک لیکر اوپر چلا گیا تارا جو بائول میں نوڈلز نکال رہی تھی اس میں تبریز اس کی ہیلپ کرنے لگا۔ اور یہ دونوں بھی کچن کی لائٹ آف کر کے اوپر

چلے گئے کیونکہ اب تبریز بھی ان کے ساتھ مووی دیکھ رہا تھا وہ جانتا تھا کہ مصطفیٰ اور حسن اس کو ڈرانے میں زیادہ ہونگے اور مووی دیکھنے میں کم تبریز کی موجودگی میں کم از کم سب عزت سے بیٹھیں گے۔۔

آج موسم بھی بہت گرم تھا عید الاضحیٰ آنے والی تھی کچھ لوگوں نے قربانی کا جانور لے لیا تھا۔۔ کچھ نے ابھی نہیں لیا تھا۔ کاشان علی جو ابھی آفس میں سے آیا تھا سیدھا گائے کو چارہ دینے ادھر پہنچ گیا۔۔ بیچارے کو ادھر کوئی آدھا گھنٹہ ہوا تھا چارہ دینے میں کہ لائبہ کی کال آگئی تھی۔۔

۔ ہیلو لائبہ کیسی ہو۔۔

کاشان علی جو ایک ہاتھ سے موبائل پکڑے ہوئے تھا اور دوسرا ہاتھ گائے کو چارہ دینے میں مصروف تھا۔

والدین نہیں مانیں گے۔۔ وہ جو مشکل سے گائے کو چارہ دے رہا تھا اور وہ کھاکم آوازیں زیادہ دے رہے تھی۔۔

۔۔ مجھے نہیں معلوم یہ میرا ہیڈ ایک نہیں ہے۔۔ مجھے چارہ اور لارے لاگانے سے بہتر ہے کہ عید سے پہلے رشتہ لیکر آؤ۔۔

۔۔ وہ جو کاشان کے ساتھ گائے کی بھی آوازیں آرہی تھی لائے غصے میں آگئی تھی۔۔
۔۔ لیکن لائے میری بات سنو تو۔۔۔

وہ بیچارہ اسے صرف چار ماہ کے انتظار کے لیے بول رہا تھا مگر لائے نے بیچ میں ہی ٹوک دیا۔۔
۔۔ اگر قربانی والی عید پر کاش انسانوں کی قربانی جائز ہوتی تو میں تمہاری قربانی میں اپنے ہاتھوں سے کرتی۔۔

وہ غصے سے بولے جا رہی تھی۔۔
۔۔ لائے میری بات سنو لائے۔

۔۔ شٹ اپ کاشان۔۔ غصے سے فون

کال کاٹ دی گئی تھی۔۔

۔۔ اوکے لائے۔۔

فون جیب میں رکھ کر گائے کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہتا اٹھ گیا تھا۔۔

**

ولید صاحب نے شہریار کو ارم کے ساتھ کل بھیجنا چاہتے تھے۔۔ کیونکہ نمرا نے ولید صاحب سے کہا تھا کہ وہ رخصتی کی شاپنگ کر لیں ساتھ میں رخصتی ان لوگوں نے سادگی میں رکھی تھی بس اپنے اپنے بندے بلائے تھے جس میں ولید صاحب کے کچھ دوست تھے اور شہریار اور ارم کی دوستی وغیرہ تھی جس میں ثانیہ تارا اور حسن مصطفیٰ محسن تبریز تھے انہوں نے اسپیشلی ردا بیگم احمد صاحب اکرام صاحب زارا اور ارشد صاحب کو بھی بولا تھا اور رضا پاکیزہ کو بھی بلوایا تھا۔ سوائے ممتاز بیگم کے۔۔ مگر سعدیہ کو آج زیادہ دردِ سر ہو رہا تھا۔ کیونکہ کل رات اپنی دوست کے گھر سے رات تین بجے آئی تھی جو ولید صاحب کو یہ بات ناگوار گزری تھی۔۔ سعدیہ کے سر درد کی وجہ سے ارم اور شہریار شاپنگ کے لیے بھی نہ جاسکے جس پر ولید صاحب نے کہا تھا کہ کل چلے جانا آپ لوگ ساتھ میں۔۔ اور آج شہریار آیا تھا اسے ساتھ میں لیکر گیا تھا۔ شاپنگ بھی کیا کرنی تھی سمپل سے رخصتی کرنی تھی

--

ایک لہنگا سلیکٹ کیا تھا جو ریڈیش براؤن کلر کا تھا۔ اور۔ اسے گھر چھوڑ کر واپس چلا گیا تھا۔

ممتاز بیگم نے دیکھا کی محسن کے پاس تو دال نہیں گلے گی تو اس نے اپنا پتہ اب رضا کے سر پر پھنک رہی تھی۔

اب وہ دیکھ رہی تھی کہ گیم کھیلنی کیسے ہے۔ اس نے سوچا تھا کہ پاکیزہ کی اتنی ہمت کیسی ہوئی کہ اس نے اسے ثانیہ اور محسن کی شادی کی خبر بھی ہونے نہیں دی کیوں؟؟

اب وہ اس کی بیٹے رضا کا کردار داغ دار کر کے اپنا بدلہ لینا چاہتی تھی۔ اور اس کہ پلین میں شامل ہمیشہ کی طرح سعدیہ تھی۔

اب وہ سوچ رہی تھی کہ کیسے اور کہاں سے لڑکی کا بندوस्त کرے۔ مگر اس سب چیزوں میں ممتاز اور سعدیہ بھول گئیں تھیں کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔۔۔

**

ثانیہ اٹھو ناشتہ کر لو۔۔۔

محسن نے اسے دیکھا تھا جس کا چہرہ تھوڑا بہتر لگ رہا تھا۔
ہممم۔۔

وہ کسمسا کر کڑوٹ بدل گئی۔۔۔۔

ثانیہ

یار اٹھو ناشتہ کر لو اٹھ جاؤ۔۔

جب محسن نے اس کی کلائی پکڑ کر سیدھا کیا تو جا کر اٹھی تھی۔۔

ناشتے سے فارغ ہو کر وہ اب باہر جانے لگے تھے۔۔

محسن جی میں آج امی ابو سے مل آؤں؟؟۔۔

وہ دوپٹہ سر پر لیتی اس سے پوچھ رہی تھی۔

ہاں مگر ہم شام میں آجائیں گے۔۔

تھینک یو محسن جی۔۔۔ آپ بہت اچھے ہیں۔۔

ہا ہا تمہاری نظر میں۔۔۔

وہ اب سب کے ساتھ مل کر ناشتہ کرنے کے بعد کام پر نکل گئے تھے۔۔

ثانیہ اور محسن احمد اور ردا بیگم کے گھر چلے گئے تھے۔۔ جس پر ممتاز نے انہیں کھا جانے والی نظروں کے ساتھ دیکھا تھا۔

ولید صاحب چند دن پہلے کسی کام سے اسلام آباد گئے تھے آج انہوں نے ارم کو کال کی تھی کہ وہ آجائیں گے رات تک۔۔ صبح سے موسم ایسے تھا کہ اب بارش ہوگی جیسے۔۔ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر ارم نے سوچا کہ پکوڑے بنا کر۔۔ ثانیہ اور تارا کہ گھر لے جائے۔۔ تھوڑی دیر تک اس نے پکوڑے بنا لیے تھے۔ اور اب وہاں جانے کہ لیئے۔۔ اس نے پہلے اپنے کمرے کا رخ کیا تھا۔ اب وہ کپڑے چینج کر کے اپنی الماری کی طرف آئی جہاں عبائے کی کلکیشن تھی اس میں سے عبایا نکال کر پہن نے کہ بعد نقاب کر کے پرفیوم کی طرف آئی وہ ہمیشہ لائٹ پرفیوم یوز کرتی تھی۔

ابھی وہ روم سے نکلی تھی اس نے ولید صاحب کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ وہ جارہی ہے محسن والوں کی طرف۔۔ مگر راستے کا کاٹنا سعدیہ بیچ میں آگئی تھی۔۔

۔۔ کہاں جارہی ہو اتنا بن ٹھن کے۔۔

وہ اس کو کہہ رہی تھی جو نقاب میں تھی صرف نیلی آنکھوں میں سرمہ لگایا ہوا تھا۔

-- اپنی دوست کے گھر جا رہی ہوں۔۔

اور کہتے ساتھ آگے بڑھ گئی تھی۔۔

توبہ توبہ کتنی مکار لڑکی ہے پتا نہیں کہاں جا رہی ہے اس کے بھی لچھن نکلے اپنی ماں والے ہیں ہونہ

--

ارم کے قدم رک چکے تھے۔۔

”میری بات کان کھول کر سنیں آج کے بعد میری مرحوم ماں کے کردار پر انگلی اٹھانے کی کوشش بھی کی تو معاف نہیں کروں گی میں۔۔ ہاں اگر البتہ آپ کہیں تو آپ کے لچھن کیا ہیں وہ یاد کراؤں میں تو آپ کبھی شرم سے چہرہ نہ اٹھا سکے۔۔ آئندہ خیال کیجئے گا۔۔ سمجھ آئی آپ کو؟؟۔۔“

غصے میں آکر سعدیہ نے ارم کو چار تھپڑ دے مارے تھے اور پیچھے کی جانب دھک دیا کے بروقت شہریار علی نے اسے تھام لیا تھا۔۔

آوارہ لڑکی مجھے میرے لچھن یاد کراؤ گی تمہاری اتنی اوقات نہیں ہے۔۔۔

اس کے ہاتھوں میں بانول تھا جس میں پکوڑے تھے وہ باؤل نیچے گر چکا تھا۔۔

شہریار علی جس نمرہ نے بھیجا تھا کہ اسے عید کی شاپنگ کے لیے لے جاؤ بعد میں وقت ملے یا نہیں
- شہریار نے آگے ہو کر اسے تھام کر سیدھا کیا تھا۔

-- آپ کی جرّرت کیسے ہوئی میری بیوی پر ہاتھ اٹھانے کی اس سے پہلے کی میں کوئی گستاخی کر بیٹھوں
ممائی یہاں سے چلی جائیں۔

شہریار علی کی آنکھیں غصے کی بانٹ ضبط ہو چکی تھی۔ اور شہریار کو غصے میں دیکھ کر سعدیہ نو دو گیارہ
ہو گئی تھی۔

”ادھر دیکھو میری طرف۔“

وہ جو اپنے آنسو اس سے چھپا رہی تھی پل بھر میں اسے دیکھ کر آنکھیں نیچے کر کر اپنے آنسو کو بہا
رہی تھی۔

-- کس خوشی میں رو رہی ہو؟؟--

وہ اس کا نقاب کھول رہا تھا۔ جب کھول تو سعدیہ کی انگلیوں کے نشانات اس کے چہرے پر تھے۔

”نہیں تو میں تو نہیں رو رہی۔“

وہ فوراً سے اپنے آنسو صاف کر کے بولی تھی۔

”اچھا تو میں جھوٹ بول رہا ہوں پھر؟؟۔۔۔“

”نہیں وہ۔۔۔“

وہ ابھی کچھ بول رہی تھی کہ شہریار نے اسے خاموش کروا دیا تھا۔۔

”بس اب خاموش آواز نہ آئے اب۔۔۔“

وہ سمجھ گیا تھا اس کی آنکھوں کی زبان سعدیہ نے پھر آج اس کی ماں کے کردار پر انگلی اٹھائی تھی۔۔ وہ چپ کر کے اس کا گال سہلاتا ہوا ماتھا چوم کر اسے اپنے ساتھ پکوڑے جو نیچے گر گئے تھے وہ کچن میں رکھ کر اس کا نقاب واپس لگاتا اسے شاپینگ کرنے کے لیے لیکر جا رہا تھا۔۔

سب سے پہلے وہ محسن اور تبریز کے پاس جاریے تھی کیونکہ انہوں نے وہاں انہیں ساتھ شاپینگ پر لیکر جانا تھا ولید صاحب کو بتا کر وہ چلے گئے تھی اکرام صاحب نے ولید صاحب سے کہا تھا کہ گھر آکر وہ بھی گپ شپ لگائیں۔۔ اور وہ تھوڑی دیر تک بس پہنچنے

والے تھے۔۔ اب وہ سعدیہ کو لیکر وہاں جا رہے تھے ان کے گھر کا راستہ پینتالیس منٹ کی ڈرائیو پر مشتمل تھا۔۔

تھینک یو میری پیاری امی جان۔۔

کاشان نے اپنی ماں کے گال چوم لیے تھے۔۔۔

-----ہیلو سعدیہ

تمہیں ایک بات بتانی تھی دیکھو کتنا بڑا کھیل کھیلا ہے اس نے ہمارے ساتھ ہماری دوست ہو کر ہمارے دشمنوں کے ساتھ اس نے ہاتھ ملایا ہے اس پاکیزہ کو تو ہم چھوڑیں گے نہیں میں نے سوچا ہے کہ اب ہم رضا کو پھنسائیں گے مگر تم کسی لڑکی کا بندوبست کرو ہم ان کو کمرے میں بند کر دیں گے پھر میں ادھر سے اوں گی کمرے کا دروازہ کھولوں گی اور پھر میں چیخنا شروع کروں گی سب کو اکٹھا جمع کر کے پھر اس پاکیزہ اور اس کے بیٹے کے کردار پر صحیح سے انگلیاں اٹھائیں گے پھر پتہ چلے گا پاکیزہ بی بی کو کہ دشمن سے ہاتھ نہیں ملانا چاہیے۔۔۔

ممتاز جو بے حیائی سے سعدیہ کو بتا رہی تھی اس سے پتہ نہیں تھا کہ پیچھے بھی کوئی سن رہا ہے سعدیہ کے علاوہ بھی۔۔۔

--

رضا جو آیا تھا تبریز اور محسن کے بلانے پر کیونکہ ان سب کو عید کی شاپنگ کے لیے جانا تھا۔ اور
ارم اپنے گھر میں سے آرہے تھے یہ لوگ وہاں سے جا رہے تھے شاپنگ مال مگر جب رضائے ٹی وی
لاؤنچ میں قدم رکھنے ہی والا تھا ممتاز کی گفتگو سن کر اپنے قدم واپس

روک گیا ان کی پوری گفتگو سننا چاہتا تھا وہ پھر وہ اپنا ری ایکشن دکھانا چاہتا تھا۔

-----”بس بہت ہو گیا ایک دفعہ کسی لڑکی کا بندوبست ہو جائے پھر پاکیزہ کی اور رضا کے کردار کی
دھجیاں تو میں اپنے ہاتھوں سے بکھیروں گی اس پاکیزہ نے اچھا نہیں کیا ہمارے ساتھ۔۔۔
اسے الزام لگاؤں گی پاکیزہ پر کہ شرم سے ڈوب مرے گی پھر اسے بلیک میل کروں گی کہ اس کا دل
کرے گا کہ وہ شرم سے ڈوب کے
مر جائے اور۔۔۔

وہ ابھی کچھ اور کہتی کہ اتنے میں ہی رضا کا ضبط ٹوٹ چکا تھا فوراً سے پہلے شیشے کی ٹیبل کو اتنی زور
سے پاؤں کی ٹھوک سے مارا کہ ٹیبل ٹوٹ چکی تھی۔۔ اس شور شرابے کی وجہ سے سارے جمع ہو
رہے تھے ٹی وی لاؤنچ میں۔۔

--- ”آپ کیا میری ماں کے کردار کی دھجیاں اور میری کردار کی دھجیاں اڑائیں گی جس عورت کا خود کا کردار نہ ہو وہ دوسروں کے کردار کی دھجیاں ہی اڑاتے ہیں۔۔“

۔۔ اتنے غصے میں بولا تھا رضوانے کہ ارشد صاحب کو بیچ میں آنا پڑا تھا اور ممتاز کو پھل بھر میں لگا تھا کہ رضا اس کی جان اپنے ہاتھوں سے لے لے گا۔۔

۔۔ ”تمہیں شرم آنی چاہیے رضایہ کس

لہجے میں بات کر رہے ہو ممتاز سے۔۔“

۔۔ ”او سو سویٹ آف یو انکل آپ کو آپکی وائف کی حرکتیں نظر نہیں آئیں بلکہ میرا لہجہ نظر آ گیا؟؟۔۔“

ارشد صاحب خاموش ہو گئے تھے کیونکہ انہیں کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔

تبریز اور محسن نے بیچ میں آکر وجہ جانی کہ ہوا کیا ہے جس پر اس نے ہاتھ اوپر کر کے خاموش رہنے کی بات کی تھی۔۔

اتنے میں شہریار علی اور ارم جو نقاب میں تھی اس کی نیلی آنکھیں پھٹ گئی تھی تارا اور ثانیہ تو اس کے پاس بھاگیں تھیں۔۔۔ ارم کو تارا اور ثانیہ نے جب بتایا تو اس کا ہاتھ بے اختیار اس کے منہ پر آچکا۔۔۔

"آپ کیا میری ماں کے کردار پر انگلی اٹھانے کی کوشش کریں گی میں آپ کے ہاتھ کاٹ دوں گا۔۔ اگر میری ماں کے قریب بھی گئیں تو۔۔۔ ارے میری ماں جب تئیس سال کی عمر میں بیوہ ہو کر بھی دوسری شادی نہیں کی کہ کہیں سوتیلا باپ مارے نہ..!"

کہیں سوتیلا باپ سگے باپ کے طرح پیار دے بھی سکے گا کہ نہیں؟۔۔۔ ساری زندگی مجھ پر قربان کر دی اور آپ آکر میری ماں پر انگلی اٹھائیں گی جس عورت نے اپنے پہلے شوہر پر الزامات لگا کر ان سے طلاق لے لی تھی ارے یہ حقیقت ہے آپکی۔۔۔ یہ فرق ہے آپ میں اور میری ماں میں۔۔۔

رضا جس کا چھ فٹ لمبا قد ہلکی سی داڑھی اور گورا چٹا سفید رنگ کے ساتھ تھری پیس سوٹ میں کافی خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔

اگر میری ماں سے دوبارہ ملی تو میں آپکا مرڈر اپنے ہاتھوں سے کروں گا۔۔۔ آئی سمجھ آپکو۔۔۔

۔۔۔ اور انکل اپنی وائف سے زرا پوچھنا آپ کہ یہ اور سعدیہ آنٹی کیا کرنے جا رہی تھی میری ماں اور مجھ پر انگلی اٹھانے کے پر تول رہی تھیں اور کسی انجان لڑکی کو میرے ساتھ روم میں لوک کر

کہ اس کے کردار کو بھی مشکوک کر رہی تھی۔۔ اور لوگوں کو اکھٹا کر کے خود خو شریف اور ہمیں بے غیرت قرار دینا۔۔ چاہتی تھیں۔۔“

”میں آپ سب لوگوں کا باہر ویٹ کر رہا ہوں۔ آجائے گا۔“

اور رضا کہہ کر رکا نہیں تھا بلکہ وہ چلا گیا تھا ممتاز کے لیے شامت چھوڑ کر۔۔ اکرام اور زارا کو تو شدید نفرت ہو رہی تھی ممتاز سے۔۔ سب کہ منہ پھٹ چکے تھے کہ اتنی ہد تک بھی ممتاز اور سعدیہ گر سکتی ہیں۔۔

”رضا بھائی۔۔“

پیچھے سے مصطفیٰ اور حسن نے آواز لگائی تھی۔۔

”۔۔ ہاں بولو۔۔“

وہ ان کی طرف پلٹا تھا۔۔

”آئیں بھائی آپکو اپنا قربانی کا جانور دیکھائیں۔۔“

مصطفیٰ نے کہا تھا۔

”اس کی۔ ضرورت نہیں ہے میں الریڈی دیکھ چکا ہوں۔۔“

رضانے آبرو آچکا کر کہا تھا۔۔

”مگر کب بھائی؟؟“

حسن نے تفتیش کی۔

”اندر تمہاری سوتیلی ماں کے روپ میں شیطان کاش ان کی قربانی

جائز ہوتی۔۔۔۔۔ تو انہوں کو کچا چبا کر کھاتا۔۔“

رضانے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

”بابا بابا بابا بھائی آپ کتنے اچھے ہیں۔۔۔“

”تمہاری سوچ سے کم اور میں گھر جا رہا ہوں جب تک یہ سب لڑائی سے فارغ ہو جائیں تو مجھے کال

کر دینا۔۔ میں آجاؤں گا۔۔ اوکے اللہ حافظ۔۔“

”اللہ حافظ بھائی۔۔۔۔۔“

دونوں نے ساتھ بولا تھا اور اب واپس ٹی وی لاونچ میں جا رہے

تھے۔۔

اس دن اس وجہ سے جھگڑا ہوا تھا کہ ارم اور ثانیہ ان کے ہاتھ نہ لگیں تو انہوں نے رضا اور پاکیزہ آنٹی کے کردار پر بات کرنے لگ گئیں تھیں۔۔

ثانیہ کو پل بھر میں خوف آیا تھا۔۔ جس پر ارم نے اسے سنبھالا تھا۔۔

شہریار اور ارم کو معلوم تھا کی ممتاز اور سعدیہ ان کا نکاح توڑ دینا چاہتیں ہیں۔۔ انہوں نے کوئی اسٹیپ اس وجہ سے نہ

لیا کیونکہ دو دن بعد ان کی رخصتی تھی۔۔۔

ولید صاحب بھی آچکے تھے سعدیہ کے ساتھ۔۔ ارشد صاحب کا خون کھول اٹھا تھا وہ ان مردوں میں سے نہیں تھے جو عورتوں پر ہاتھ اٹھاتے ہیں۔۔ ارشد صاحب کے الفاظوں نے سب پر آسمان گرا دیے تھے۔۔

ممتاز میں ارشد اختر اپنے ہونش اور حواس میں تمہیں طلاق دے تا ہوں۔۔

تمہیں طلاق دے تا ہوں۔۔۔

تمہیں طلاق دے تا ہوں۔۔

اور ممتاز کو اتنی شرم نہ آئی کہ وہ معافی مانگ تی

یا تھوڑی شرمندہ ہوتی مگر ممتاز جیسی عورت کو کیا پتا شرم کسے کہتے ہیں اس کا دور دور سے کوئی تعلق نہیں تھا۔۔

”دو دن کے اندر میرا حق مہر مل جانا چاہیے نہیں تو کوٹ میں ملاقات ہو گی۔۔“

جہالت سے کہتی ممتاز یہ جا اور وہ جا۔۔

”خس کم جہاں پاک۔۔۔۔“

یہ زارا تھی جس نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا تھا۔۔

”ہائے ہائے ہائے ظلم خدا کا ارشد بھائی آپکو شرم نہیں آئی ممتاز کو طلاق دیتے ہوئے۔۔“

سعدیہ نے غصے سے کہا تھا۔۔

”چٹاخ۔۔۔۔۔“

یہ تھپڑ ولید صاحب نے سعدیہ کو مارا تھا۔۔

”آپکی ہمت کیسے ہوئی ولید مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی؟؟۔۔“

سعدیہ نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا۔۔۔

”یہ تھپڑ مجھے پہلے مار دینا چاہیے تھا سعدیہ۔۔۔۔“

ولید صاحب نے ضبط سے کہا تھا۔

”یہ تھپڑ آپ کو بہت مہنگا پڑے گا ولید صاحب۔۔۔۔“

”وہ میں تمہیں گھر جا کر بتاؤں گا کہ یہ تھپڑ مجھے کتنا مہنگا پڑے گا سادیہ تم صرف خاموشی سے گھر چلو۔۔۔“

ولید صاحب چاہتے تھے کہ۔۔۔ سعدیہ کو گھر جا کر آخری مرتبہ سمجھائیں گے۔۔۔ اگر انہیں سمجھ آئی تو تھیک۔۔۔ نہیں تو وہ بھی ارشد کی طرح طلاق دے دیں گے۔۔۔

”کیوں کیا آپ بھی ارشد کی طرح مجھے طلاق دیں گے؟؟ میں آپ کے پاس ایک منٹ نہیں رہوں گی مجھے ابھی اور اسی وقت طلاق دیں ولید نہیں تو ساری زندگی آپکی برباد کر دوں گی چین سے جینے نہیں دوں گی آپکو میں۔۔۔۔“

سعدیہ نے بے شرمی کی ہد پار کرتے ہوئے ولید کا گریبان تک پکڑ لیا تھا۔۔۔ اور بس ولید صاحب کی یہاں بس ہوئی تھی۔۔۔ انہوں نے سعدیہ کو طلاق دے دی تھی۔۔۔

مگر ان کے الفاظ نے سعدیہ کو اپنے پیروں پر کھڑا نہیں رکھ سکی تھی زیادہ دیر تک۔۔۔

بار بار ولید کے الفاظ سعدیہ کے کان میں گونج رہی تھی۔۔

اگر تم عزت والی عورتوں میں سے ہوتی تو اپنے بسے بسائے گھر کو برباد نہیں کرتی مگر تم ان بے شرم

عورتوں میں سے ہو جو اپنے شوہر کی نافرمان بیوی ہوتی ہیں۔۔ تمہاری ہر خواہش پوری کی تھی

۔۔ تمہارے کرتوت کیا مجھے نہیں پتا تھا؟؟ تم کیا سمجھیں تھیں تم شہریار اور ارم کا رشتہ توڑ واؤ گی مگر

افسوس تم اور ممتاز نے دوسروں کے ہی گھر برباد کیے ہیں کبھی اپنے گریبان میں جھانک لینا سعدیہ کہ

پارسائی کا ڈھونگ رچانے سے پارسائی نہیں آجاتی آج تم نے اور ممتاز نے اپنا گھر اپنے ہاتھوں سے

توڑا ہے۔۔ کسی کے کردار پر انگلی اٹھانے سے پہلے خود کو بندے کو دیکھ لینا چاہیے کہ وہ کس پانی

میں ہیں۔ میں

ولید ثار علی تمہیں اپنے پورے ہونس اور حواس میں طلاق دیتا ہوں۔۔

طلاق دیتا ہوں۔۔

طلاق دیتا ہوں۔۔

اور اب تم یہاں سے جاسکتی ہو۔۔ تمہارا حق مہر تمہارے پاس جلد پہنچ جائے گا۔۔“

سعدیہ کو ایسا لگا تھا کہ کسی نے اس کو کھینچ کر طمانچہ رسید کیا ہے۔۔

اور وہ نیچے گرتی رو رہی تھی۔۔

”مجھے معاف کر دے ولید۔۔

آخری موقع دیں ولید مجھے پلیز۔۔

آپ کو اللہ کا واسطہ دے رہی ہوں پلیز ولید۔۔“

سعدیہ واقع میں شرمندہ تھی۔۔

بہت دیر ہو چکی ہے سعدیہ اور دروازے کا رستہ باہر کی طرف ہے۔۔۔

ولید صاحب نے باہر کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔

اور وہ خاموش ہو گئی تھی۔۔

اور باہر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔

سب کو سانپ سونگھ گیا تھا۔۔

”۔۔ کیا مسئلہ ہے سب کے ساتھ شاپنگ پر جاؤ اور خبردار اگر کسی نے آج کے بعد ان دونوں

عورتوں کے بارے میں بات چیت بھی کی ہو یا کوئی بھی ذکر کیا ہو اس کی پھر خیر نہیں۔ سمجھنا مرر

گئیں ہم سب کے لیے۔۔“

یہ ولید صاحب تھے جنہوں نے جگ میں سے پانی نکالتے ہوئے بات کی تھی۔۔ تبریٰ۔۔ محسن
۔۔ شہریار۔۔ مصطفیٰ۔۔ حسن منہ کھول کر دیکھ رہے تھے ولید صاحب کو۔۔ جو پانی پی کر اب سگریٹ کا
پیکٹ میں سے سگریٹ نکال رہے تھے جب ان کی نظر ان پانچوں پر گئی تھی۔۔

”کیا پینی ہے؟؟۔۔“

ولید صاحب نے آئبرو آچکا کر نرمی سے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔۔ جس پر ان پانچوں کا چہرہ نہ میں
ہلا تھا۔۔

”تو دفع ہو جاؤ ادھر سے نالائقوں۔۔“

دھاڑتے ہوئے کہا تھا۔۔ جب کے ارشد صاحب پہلے تھوڑا بہت دکھ میں تھے مگر ولید کو دیکھ کر ہمت
ملی تھی۔۔ ان کی بات سن کر قہقہہ لگاتے ہوئے ولید صاحب اور اکرام صاحب کے پاس بیٹھ گئے۔۔
جب کے سارے کے سارے یہ جا وہ جا اور جلدی سے شاپنگ کے لیے نکل گئے مگر جاتے وقت
اس۔۔ شیطان۔۔ رضا کو

کال کرنا نہیں بھولے تھے۔۔

”بھائی کھانے میں آج کیا بناؤں؟؟“

زارا نے ولید سے پوچھا تھا۔

”بریانی کے ساتھ شامی کباب اور میٹھے میں رس
ملائی بلکہ ہم سب ساتھ مل کر بنائیں گے آج ہماری بہن
آرام کرے گی۔۔۔“

ولید صاحب نے بولتے ہوئے کہا تھا اور اٹھ کر اب وہ تینوں کچن کی جانب بڑھ چکے تھے۔۔۔ بیچاری
زارا اب وہ کانچ صاف کرنے لگی تھی جس پر رضا نے ٹھوکر مار کر وہ ٹیبل توڑ دی تھی۔۔۔
زارا نے خوش ہو کر پاکیزہ اور نمرہ سے کال پر بات کی اور انہیں بھی ساتھ بلا لیا تھا۔۔۔ جو رضا اس
کو ساتھ چھوڑ کر ان کے ساتھ شاپنگ پر
چلا گیا تھا۔۔۔ شاہد اور نمرہ تو ساتھ آ رہے تھے۔۔۔ کاشان تو سیدھا ادھر جا رہا تھا۔۔۔ اس نے بھی لائبر
کو کال کرتے ہوئے مال پر بلا لیا تھا۔
ولید صاحب کی اور رضا کی پر سنیلٹی یہ الگ تھی سب سے ان سب کی پر سنیلٹی ایک دوسرے سے
الگ تھی۔۔۔ بہت مختلف۔۔۔

اس سب معاملے کے بعد یہ سب شکاڈ ہو رہے تھے۔۔۔ مگر اب انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔

”شہریار وہ ابو نے۔۔“

ابھی ارم کچھ بول ہی رہی تھی کہ شہریار نے خاموش کروا دیا۔۔

”میری شہزادی بلکل چپ۔۔“

شہریار نے اسے چپ کروا دیا۔۔

”میں چاہتا ہوں عید کے دن میں اپنی شہزادی کو کالے لباس میں دیکھوں۔۔“

وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر شوپ پر لے کر جا رہا تھا۔۔

”تم نے جواب نہیں دیا؟؟“

وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔۔

”جی پہنوں گی کیوں نہیں پہنوں گی۔۔۔“

وہ مسکرا کر کہتے اس کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی وہ اس کی مسکراتی نیلی آنکھوں کو دیکھ کر شہریار بھی مسکرا رہا تھا۔۔

”آپ کون سا سوٹ لیں گے شہریار؟؟“

ارم نے اس سے پوچھا جو اس کے لیے بلیک کلر میں کپڑے دیکھ رہا تھا۔۔

”میں بھی بلیک میں۔۔“

وہ ایک بلیک کلر کی فراک اس پر رکھ کر چیک کرتا رہا تھا۔۔

”شاپنگ کے بعد شہریار ہم کھانا کھانے بھی جائیں گے مجھے بہت بھوک لگی ہے۔۔“

ارم نے اپنا نقاب درست کرتے ہوئے کہا تھا۔۔

”جو حکم شہزادی آپکا ہر حکم سر آنکھوں پر۔۔“

شہریار نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھوں میں لے کر دل سے لگا کر آنکھوں کو نیچے کر کے بولا تھا۔۔

”باہا۔ شہریار پلیز کبھی تو سیریس ہو جایا کریں یار۔۔“

وہ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے الگ کرتے ہوئی بولی تھی۔۔۔

وہ ساری شاپنگ کر کے اب ان سب کے پاس جا رہے تھے جو فوڈ ایریا میں ان کا ویٹ کرنے والے

تھی کیونکہ سب نے شاپنگ کے بعد فوڈ ایریا میں ہی آنے کی بات کی تھی۔۔

”--- یار حسن میں سوچ رہا ہوں امی کو اب ہمارا بھی خیال کر لینا چاہیے ہماری عمر بھی چوبیس چوبیس سال کی ہو چکی ہے۔۔۔۔“

”--- یار مصطفیٰ آج تو امی سے میں بھی گھر جا کر بات کروں گا کہ کم اس کم ایک عدد لڑکی سے شادی نہیں کروا رہے تو کم اس کم منگنی ہی کروا دیں سب کی شادی نکاح ہو گئے مگر ہم رہہ گئے۔۔“

وہ پرفیوم اٹھا کر کہتا بول رہا تھا۔۔۔

”یہ شرٹ لیں لے کیا کہتے ہو حسن؟؟۔۔“

”یار تم نے کالی شرٹ کیوں اٹھائی ہے لوگ ہمیں شادی شدہ سمجھیں گے بیوقوف کیونکہ پورا پاکستان تو اپنے محبوب کے پسند کا رنگ پہنتا ہے اور سب کے محبوب کے پسند کا رنگ بھی تو کالا ہوتا ہے۔۔“

حسن ہنس کر کہتا خاموش ہو گیا۔۔۔۔

”ہاں یہ بھی ہے مگر کیا مطلب کے ہم اپنی پسند کو ترجیح بھی نہ دیں ہد ہے یار۔۔“ مصطفیٰ نے افسوس سے کہا تھا۔۔

”باہا ہا ارے وہ دیکھو کاشان بھائی کو۔۔ اپنی محبوبہ کو پائل پہنا رہے ہیں یہ تو شادی سے پہلے ہی زن مرید ہو گئے۔۔“

حسن تو ادھر ان کے پاس جا رہا تھا جب مصطفیٰ نے اسے روک دیا تھا۔

”ارے پاگل چھوڑ انہیں ڈسٹرب مت کر یا۔۔“

آج ہم لوگ ساتھ میں اب فوڈ ایریا میں چلیں۔۔

مصطفیٰ نے اسے روک دیا تھا اور وہ اب ساری شاپنگ کر کہ فوڈ ایریا میں جارہے تھے۔۔

مگر کاشان کو زن مرید کا میسج کرنا نہیں بھولا تھا حسن بھی آخر کیسے جینے دیتا سب کو۔

”واؤ لائبر تم پر یہ رنگ بہت نیچ رہا ہے۔۔“

”کاشان علی نے پرپل کلر کا لباس اس پر رکھ کر چیک کیا تھا۔۔“

”تم بھی اس کلر میں لونہ کاشان۔۔“

”اس پر یہ رنگ واقعی نیچ رہا تھا۔۔“

”کیوں نہیں تم جس پر ہاتھ رکھو گی میں وہ لونگا۔ اور یہ۔ پائیل میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے عید پر پہناؤں گا لائے۔۔“

”بس کرو اب کل ویسے بھی نکاح ہے ہمارا۔۔“

وہ شرماتی ہوئی کہہ رہی تھی۔۔

”لائے؟؟؟“

کاشان نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا تھا۔۔

”جی کاشان۔۔“

وہ بھی اسے دیکھنے لگی تھی۔۔

”تم شرماتی ہوئی بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔“

وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کہہ رہا تھا۔۔

”شٹ اپ کاشان۔۔۔“

وہ اس کو شاپرز پکڑاتی اٹھ گئی تھی۔۔

”اوکے لائے جان۔۔“

وہ شاپرز لیتا تھتھہ لگاتے آگے بڑھ گیا تھا کیونکہ انہوں نے تھوری اور شاپنگ کر کے فوڈ ایریا میں جانا تھا۔۔

”وہ محسن جی مجھے زارا امی نے کہا تھا کہ میں ریڈ کلر کا سوٹ لوں تو کیا میں لے لوں؟؟ اس عید پر۔۔“

ثانیہ نے تھوڑا جھجکتے ہوئے پوچھا
تھا۔۔

”ہاں کیوں نہیں شادی کے بعد میری بیوی نے مجھ سے پہلی بار کچھ کہا ہے اور میں نے مانوں کیا یہ ہو سکتا ہے۔۔“

تو پھر میں بھی سفید شلوار قمیض لوں گا کم اس کم کوئی میچنگ تو ہو۔۔“

محسن نے اس کا ہاتھ تھام کر کہتے ساتھ کہا تھا۔۔

”جی اور محسن جی میں نہ عید پر آپ کے لیے آپکی پسندیدہ ڈش بھی بناؤں گی۔۔“

ثانیہ اس کے اتنے چاہنے پر اس کے لیئے ڈش بنانا چاہتی تھی۔۔

”ہائے میں صدقے جاؤں کیا تمہیں میری پسندیدہ ڈش کا نام پتا ہے؟؟۔۔“

وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔۔

”ہاں جی مجھے زارا امی نے بتایا تھا محسن جی آپکو بیف کے قیمے کی ساتھ چپاتیاں بہت پسند ہیں اور میٹھے میں آپکو رس ملائی بہت پسند ہے۔۔“

وہ اسے بتا رہی تھی جیسے ابھی بنا کر پیش کرنے والی ہے اس کے سامنے۔۔

”اچھا تو کب بنا کر دوگی مجھے؟؟۔۔“

”عید کے پہلے دن انشاء اللہ۔۔۔“

وہ ساتھ ساتھ میں شاپینگ بھی کر رہے تھے اور باتیں بھی۔۔

”ہائے میں صدقے جاؤں بس کر جاؤ لڑکی اپنی باتوں سے تو تم نے میری بھوک جگا دی ہے۔۔ اب

چلو آؤ فوڈ ایریا میں۔۔“

”ہاں جی چلیں۔۔“

وہ ہنس کر کہتی اس کے ہاتھوں میں ہاتھ دیے چل رہی تھی۔۔

”تبریز جی مجھے آج شاپینگ پر آپ کونسا ڈریس لیکر دیگے؟؟۔“

گھر سے نکلتے وقت سے لیکر مال کے اندر آنے تک ایک پل کے لیے بھی تارا مڈیم نے چپ نہیں کی تھی بلکہ بولتی جا رہی تھی تبریز کے دماغ کی صحیح سے دہی نکال رہی تھی۔

میں جس پر ہاتھ رکھوں گا تم خاموشی ہو کر لے لینا اگر بیچ میں کوئی بھی الفاظ بولا تو زبان کاٹ دوں گا تمہاری۔ اور اب چپ کر کے چلو ایک الفاظ بھی تمہارے منہ سے نہ نکلے کب سے آئی ہوئی ہو سر کھائی جا رہی ہو دو منٹ کے لیے بھی چپ نہیں ہوئی۔

تبریز نے اس آخر میں سخت لہجے سے کہا تھا۔

”میں کیوں کروں چپ کیا میں آپ کی نوکر ہوں آپ جو بولیں گے میں وہ کروں گی؟؟۔“

تارا نے بھی غصے سے کہا تھا کیونکہ جب سے وہ گھر سے نکلے تھے صرف وہی بولے جا رہی تھی تبریز صرف ہوں ہاں کا جواب دے رہا تھا۔

”زبان بڑی لمبی چل رہی ہے لگتا ہے کاٹنی پڑے گی اس دن بھی پٹر پٹر بولے جا رہی تھی۔ پڑیں گے نہ دوکان کے نیچے عقل ٹھکانے آجائیگی۔“

تبریز کا صبر جواب دے گیا تھا کہاں چنچل معصوم سی اور کہاں وہ سخت مزاج بندہ۔۔

”دوکان کے نیچے تو میں آپ کو ولید انکل سے لگواؤں گی آپ بے فکر ہو جائیں اس کے بعد آپ بھلے مجھے دوکان کے نیچے لگوا دیجیے گا کہ آپ کے دل کو چین اور قرار آجائے گا“

تارا بھی غصے میں بول رہی تھی۔۔ ہلانکہ تبریز کا قہقہہ لگا تھا۔۔

”بس چپ یہ دھمکیاں کسی اور کو دو ابھی بچی لگتی ہو تم۔۔۔۔“

وہ اس کا گال سہلاتا ہوا ڈریس کے مطابق جیولری دیکھ رہا تھا۔۔

میرے ناول کا ہیرو اپنے ہیروئن کے جھمکے پر دل ہار بیٹھا تھا“

وہ تبریز کے ہاتھ میں سے جھمکے لیتی بول رہی تھی۔۔

اور میں جو تمہاری سبز آنکھوں اور لمبی زبان پر دل ہار بیٹھا ہوں وہ نظر نہیں آیا تمہیں؟؟؟۔۔ بس ناول کے کرداروں کی بات کر والو۔“

”نہیں کیونکہ آپ کو تو تعریف کرنے بھی نہیں آتی تبریز جی۔۔۔“

وہ روٹھ کر بول رہی تھی۔۔

”میری زبان میں ایسے ہی تعریف کی جاتی ہے۔۔“

”آپ بہت برے ہیں تبریز جی۔۔“

وہ غصے سے میں بول کر سارے شاپرز اسے تھما گئی۔۔

”کوئی نئی بات کرو یہ جملہ سن سن کر کان پک گئے ہیں۔۔“

”آپ نہ آپ۔ تبریز۔۔۔“

وہ آگے بول نہیں پائی۔۔

”ہاں میں سن رہا ہوں آگے بولو۔۔“

وہ اسے اور تنگ کر رہا تھا۔۔

”آپ ہٹلر کے باپ اور چنگیز خان کے بھائی ہیں سمجھ آئی آپ کو۔۔۔“

اس بار تبریز کا قہقہہ فلق شگاف تھا۔۔

ان سب نے شاپنگ کر لی تھی اب مال میں نوڈ ایریا میں جا رہے تھے۔۔

”بھائی آپ کی عمر کیا ہے۔۔“

حسن نے پوچھا تھا۔۔

”بتیس سال کی کیوں؟؟۔۔“

رضا نے پانی کا گلاس منہ سے لاگاتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

”تو آپ شادی کب کریں گے؟؟ بھائی۔۔“

یہ معصومانہ سوال مصطفیٰ کی طرف سے تھا۔۔

”آنے والے چھ۔ ماہ میں اور میں سیمپل نکاح کروں گا اور اسی دن رخصتی ان لوگوں کی طرح نہیں

۔۔“

رضا نے آتے ہوئے ان چاروں کیلنز پر نظر ڈالتے کہا تھا۔۔

”بھائی ہم تو ابھی کنوارے ہیں پلیز بھائی آپ زارا امی سے کہیں نہ کہ ہماری بھی شادی کرا

دیں۔۔“

حسن نے منتیں شروع کر دی تھی۔۔۔

”ابھی ماسٹر کیملیٹ کرو اس کے بعد دیکھیں گے۔۔۔“

”بڑے پکے ہیں بھائی۔۔“

مصطفیٰ نے کہا تھا

”اچھا۔۔ مجھے آج پتا چلا۔۔“

رضا میں ہر بات الگ تھی وہ سب سے الگ تھا۔ ابھی بھی ہلکے سے ہنس کر کہہ رہا تھا۔۔

رضا جو بیچارا کب سے مصطفیٰ اور حسن کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔ اب ان چاروں کیلنز کو دیکھ کر مسکرا نے لگا تھا۔ بلکہ کاشان کو دیکھ کر تو قہقہہ لگا اٹھا تھا کیونکہ حسن نے پائل والی بات کر دی تھی رضا سے۔۔

”کاشان تم نے تو زن مریدی کے سارے ریکارڈ توڑ دیے ہیں۔۔۔۔“

رضانے

قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تھا۔۔

”کیوں بھائی آپ کو ایسا کیوں لگا میں نے کیا کیا۔۔“

کاشان کو واقعی میں نہیں پتہ تھا کہ اس نے کیا کیا ہے۔۔

”بے وقوف اپنی ہونے والی بیوی کا پرس اپنے ہاتھوں میں لے کر گھوم رہے ہو پاگل لائبرے کا پرس تو لائبرے کو دے دو۔۔۔“

”کاشان عزت کے ساتھ میرا پرس مجھے دے دو کب سے مانگے جا رہی ہوں یہاں پر بھی ناک کٹوا دی تم نے۔۔“

لائبرے کو واقعی میں غصہ آ رہا تھا وہ کب سے اس سے اپنا پرس مانگ رہی تھی مگر وہ دے نہیں رہا تھا وہ اسے تنگ کر رہا تھا الٹا۔۔

”لائبرے ڈول میں نے کیا کیا بی بی۔۔۔“

پھر سے جان بوجھ کر تنگ کرنے لگا تھا۔۔

”شٹ اپ کاشان۔۔۔“

اپ کو ابھی بھی غصہ آ رہا تھا وہ سب کے سامنے اسے بے بی ڈول بول رہا تھا۔۔

”اوکے لائبرے جان۔۔۔“

اس دفعہ کاشان نے بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ

لائبہ کو آنکھ ماری تھی۔۔۔

سب کہ قہقہے شروع ہو چکے تھے۔۔

”اب بد تمیزی بند کرو کا شان۔۔“

شہر یار علی تھا جس نے لائبہ کو دیکھا جو کا شان کو غصے میں دیکھ رہی تھی۔۔

”بھائی کیا آپ نے شاپنگ نہیں کی۔۔۔“

تارا نے رضا کو دیکھا تھا جس کے پاس کوئی سامان نہیں تھا۔

”ہاں کیونکہ میں کر چکا ہوں۔۔“

وہ مسکرا کر کہتا مینیو دیکھنا لگ گیا تھا۔

”ہاں بھئی کیا کھاؤ گے سارے۔۔۔“

رضا نے سگریٹ کا پیکٹ نکالتے ہوئے کہنے لگ گیا۔

”تمہیں شرم نہیں آتی۔۔۔“

شہریار نے اپنی آنکھوں کو چھوٹی کرتے ہوئے پوچھنے لگا تھا۔

”کس چیز کی شرم؟؟؟ اپنی بہنوں کے سامنے سگریٹ پی رہا ہوں کسی غیر لڑکی کے سامنے نہیں

۔۔۔“

رضا کو لگا تھا کی شہریار نے سگریٹ پر شرم دلائی تھی۔

”رضا ہم سگریٹ کی بات نہیں کر رہے ایڈیٹ۔۔۔“

محسن نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا۔

”پھر؟؟؟ مجھ سے سیدھی بات کیا کرو یا گھما پھرا کر کرو گے تو خود ہی الجھو گے۔۔۔“

”گھر میں فساد ڈال کر دو عورتوں کو طلاق دلوا کر سکون کہ ساتھ قہقہہ لگاتے ہوئے تمہیں زرا شرم

نہیں آئی رضا امجد خان۔۔۔“

تبریز نے دانت پیستے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو رضا کو فلق شگاف قہقہے پر قہقہہ لگاتے ہوئے دیکھ کر

تار نے بھی اس کا ساتھ دیا تھا اور اپنے ساتھ بیٹھے تبریز کو بھی ہنس ہنس کر ہاتھ مارتی جا رہی تھی۔

بلکہ ارم اور ثانیہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی کا گلہ گھونٹ رہی تھیں اور لائبہ کی کھی۔ کھی۔ کھی۔ کھی۔ لگی ہوئی تھی اور کاشان۔ مصطفیٰ۔ اور حسن اپنے لبوں کو دانتوں میں دبائے ہنسی روک رہے تھے۔۔

اور تبریز محسن شہریار گھور کر رضا کو دیکھ رہے تھے۔۔

”باہا دیکھیں کتنے شریف ہیں رضا بھائی تبریز جی۔۔“

تارا نے قہقہہ لگاتے ہوئے تبریز کو ہنس کر تھپڑ دے مارا تھا۔۔

”یہ جو تم بار بار ہنس کر ہاتھ اٹھانے کی ہمت کر رہی ہو نہ تارا جانِ من یہ گھر جا کر میں تمہارے ہاتھ کاٹوں گا۔۔۔“

تارا کے کان طرف کی طرف جھکتے سرگوشی کی تھی اور اسی ٹائم تارا کے قہقہے کو بریک لگی تھی۔۔۔

”ویسے بھائی آپ جتنے شریف ہیں وہ تو ہم نے دیکھ لیا تھا گھر میں آپکو۔۔۔“

یہ مصطفیٰ اور حسن نے کہا تھا۔۔ جس پر کاشان نے حامی بھری تھی۔۔۔

”ہاں بھئی یہ تو سچ کہا تم دونوں نے۔۔۔ باہا۔۔۔“

کاشان

بھی ان کے ساتھ شروع ہو چکا تھا۔۔

”بس بس لڑیں مت سارے۔۔“

سب لڑکیوں نے کہا تھا۔۔ کیونکہ عقل تو ان مردوں میں تھی ہی نہیں جو جذباتی تھے۔

۔۔ وقتی طور پر۔۔

”میری بات سنو سارے کان کھول کر میری نظر میں وہ عورت۔ عورت نہیں ہے جو اپنے کردار پر پردہ ڈال کر دوسروں کی کردار کشی کرے اور دوسروں کے گھر برباد کرتی ہوں مجھے ایسی عورت سے سخت نفرت ہے۔۔

اور میں نے کچھ نہیں کیا میں جو اندر سے ہوں وہ باہر سے ہوں۔۔۔

اور ممتاز آنٹی اور سعدیہ آنٹی نے اپنا بویا کاٹا ہے۔۔۔

میں کون ہوں جو یہ سب کروں گا مجھے نہیں پتا کہا میری بہنوں کا جینا حرام کر دیا تھا۔۔

کیوں اٹھایا ثانیہ اور ارم پر ہاتھ انہوں نے کیوں شہریار تمہارا اور ارم کا نکاح توڑ دیا چاہتیں تھیں
کیوں؟؟؟ مگر تم

لوگ خاموش رہے۔۔۔

مگر میں نہیں رہوں گا خاموش اگر کسی نے میرے پیہ یا میری ماں پر جس کی پاک دامنی کا ثبوت میں
دیتا ہوں۔۔۔ اگر کسی نے بھی بات کی تو میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا اپنے ہاتھوں سے اور تم
مجھے جانتے ہو کہ میں جو بولتا ہوں وہ میں کرتا ہوں۔۔۔

اور اللہ کا انصاف تم سب کے سامنے ہے۔۔۔۔

اور آئندہ اس ٹوپک پر میرے سے بات مت کرنا۔۔۔

رضا نے سخت لہجے میں چبا چبا کر ایک ایک لفظ بولا تھا۔۔۔

”جس لڑکی سے تم شادی کرو گے رضا اللہ اس کی خیر کرے۔۔۔“

محسن نے رضا کو دیکھ کر بولا تھا جو اب ویٹر کو بلا رہا تھا۔۔۔

”شادی جب ہوگی تب کی دیکھی جائے گی اگر آپ لوگوں کا موڈ ہو تو پیزا کھا کر گھر کی طرف

چلیں؟؟؟۔۔۔“

سب نے خاموشی کے ساتھ کھانا کھا کر گھر کی طرف روانہ ہو گئے تھے لائبہ اپنے گھر چلی گئی تھی باقی کاشان شہریار تبریز محسن مصطفیٰ حسن رضا سارے مل کر گھر آگئے تھے جہاں ولید صاحب نے اور ارشد صاحب نے شاہد صاحب نے اور اکرام صاحب نے کھانا بنایا ہوا تھا۔

یہ سب لوگ جب گھر آئے تو بڑوں نے جو فیصلہ کیا ہوا تھا آخر میں سنایا گیا تھا فیصلہ یہ تھا کہ جلد از جلد تبریز محسن شہریار ارم ثانیہ تارا کینیڈا چلی جائیں اپنے شوہروں کے ساتھ اور رہی بات لائبہ اور کاشان کی جب کاشان کی نوکری پکی ہوگی اور اس کی رخصتی ہوگی تب وہ بھی کینیڈا شفٹ ہو جائیں گے اور کاشان کے ساتھ ساتھ مصطفیٰ حسن اور اکرام صاحب زارا ولید صاحب ارشد صاحب ردا بیگم احمد صاحب یہ سارے وش کینیڈا شفٹ ہو جائیں گے کیونکہ اب پاکستان میں ان کا کوئی نہیں تھا جن کے لیے وہ یہاں رہتے ہیں۔ اور رہی بات پاکیزہ اور رضا کی تو وہ الریڈی کینیڈا میں بزنس سنبھال رہا تھا۔۔۔

چار دن بعد۔۔۔۔۔

شہریار علی اور ارم کی رخصتی ہو چکی تھی لائبہ اور کاشان کا نکاح ہو چکا تھا سارے خوش تھے بہت زیادہ خوش و خرم تھے ہنسی مذاق کا ماحول بنایا ہوا تھا سب نے بس ابھی کچھ دن رہ گئے تھے عید میں اب سب

عید کی تیاری میں مشغول تھے کیونکہ کل عید الاضحیٰ تھی۔ اور ان سب کا پاسپورٹ بھی بن کر آگیا تھا۔

”کاشان تم نے دونوں گائیں اور بکروں کو چارہ اور گھاس دے دیا تھا نہ۔“

کاشان جو باہر سے ہی سیدھا کچن میں آیا تھا پانی پینے کے غرض سے کیونکہ پھر قصائی کا بھی تو بندوبست کرنا تھا۔

”جی بھائی ابھی پھر جا رہا ہوں باہر قصائی سے ٹائم لینے ابو نہ کہا ہے کی صبح کے سات بجے تک قربانی ہو جانے چاہیے۔۔۔“

”اور کل شام میں ہم سب کو ارشد انکل کے گھر باربی کیو کی دعوت بھی ہے۔۔۔“

”اچھا ہاں چلیں گے ادھر۔۔۔“

وہ ارم سے اور نمرہ سے کھانا نکالوانے کا کہہ کر اوپر چلا گیا۔

اور کاشان قصائی دیکھنے کے لیے ارم نے کھانا کے لیے ٹیبل پر پلیٹس لگائیں نمرہ شاہد صاحب کو بلانے کے لئے چلی گئیں۔۔

”مصطفیٰ اور حسن جا کر گائے اور بکروں کو بھی چارہ اور گھاس دے دو صرف تم لوگوں کو اپنی فکریں ہوتی ہیں کبھی جانور کی بھی فکر کر لیا کرو۔۔“

زارا نے ڈانٹا تھا کیونکہ یہ تیسری بار انہوں نے دن میں پینا منگوا کر کھایا تھا باہر سے۔۔

”اوہو اف امی کیا ہو گیا سارا دن تو ہم لوگ بکرے اور گائے کو چارہ دے دے کر تھک گئے

ہیں اب تو جان بخش دیں۔۔“

زارا نے انکھیں دکھائیں۔۔

”ساتھ جا کر گائے اور بکروں کو جا کر دیکھو نہیں تو تمہارے بھائیوں کو کہتی تمہارے بھائی گھر پر نہیں ہے ابھی۔۔۔“

”اچھا نامی ہم تو وہ دیکھ رہے ہیں مگر ہم نا آپ سے ضروری بات کرنی تھی۔۔۔“

”امی پلیز آپ ہمارا نکاح نہ کروائیں بھلے مگر امی کم از کم امی جی پلیز پلیز ایک منگنی ہی کروا دیں میری اور حسن کی پلیز پلیز امی آپ کو اللہ کا واسطہ ہے۔۔۔“

”جاؤ ادھر سے سرمت کھاؤ جب تک نوکری پہ نہیں لگ جاتے تم دونوں تب تک میں کچھ بھی نہیں کر سکتی۔۔۔“

”مطلب ابھی کوئی چانس نہیں؟؟؟۔۔۔“

”بلکل بھی نہیں اور تم دونوں جا رہے ہو یا میں اتاروں جوتی؟؟؟۔۔۔“

زارا نے انہیں ڈرایا۔۔۔

”توبہ استغفار اللہ با خدا امی تو بہت خطرناک ہو گئیں ہیں۔۔۔ بھاگ حسن ادھر سے۔۔۔“

وہ ابھی بھاگتے اس سے پہلے زارا نے دونوں کو آنکھوں دکھا کر دونوں جوتیاں اتار کر ایک جوتی مصطفیٰ کو ماری ایک حسن کو ماری۔۔۔

”اَوْفَ اللہ امی۔۔۔“

۔ حسن چیخھا تھا۔۔

”ہائے اللہ امی۔۔۔“

مصطفیٰ نے بھی رونے والی آواز میں کہا تھا۔۔

اور اوپر کھڑی ثانیہ اور تارا ہنس کر کہہ رہی تھی ”ویلڈن امی“ جس پر زارا نے کہا تھا

”او ماں صدقہ میرے بچے۔۔۔“

مصطفیٰ اور حسن نے ساتھ مل کر گائے اور بکروں کو گھاس اور چارہ دے کر بیچارے کمرے میں چلے گئے۔

صبح کا سماں تھا چوڑیوں کی چوں چوں تھی۔۔ موسم بہت سہانا تھا ہر جگہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں آج عید الاضحیٰ کا دن تھا سب نے قربانی کی آج زارا نے اپنے ہاتھوں سے کلیجی بنائی تھی اور رس ملائی بنائی تھی جو کہ سب کی فیورٹ تھی سب مرد حضرات نماز پڑھنے باہر چلے گئے تھے اب گھر

آکر کھانا کھانے والے تھے اور ساری عورتیں عید کے لیے تیار ہو رہی تھی کیونکہ سارے گھر کے کام وغیرہ ہو چکے تھے اب سب تیاری میں لگی ہوئی تھی۔۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو محسن نے اندر جھانکا جہاں زارا بال سیٹ کر رہی تھی۔۔ اور دوپٹہ سر پر اوڑھ کر اب نیچے جانے والی تھی۔

اسلام و علیکم محسن جی آپ آگئے ہیں تو چلیں ساتھ میں اب نیچے چلتے ہیں۔۔۔
اتنی بھی جلدی کیا ہے بیگم زرا عید تو مل لو مجھ سے اور عیدی تو لے لو اپنی۔۔۔
محسن نے آگے بڑھ کر اس گلے سے لگا کر ماتھا چوم کر کہا تھا۔۔۔

”عید مبارک ثانی۔۔۔“

”آپکو بھی عید مبارک محسن جی۔۔ اور لائیں میری عیدی۔۔“

پانچ ہزار کہ چار نوٹ دیئے گئے تھے۔۔

”میری عیدی کہاں ہے۔۔۔“

”میں شام میں آپکی پسندیدہ ڈش بنادوں گی محسن جی۔۔۔“

”ہائے میری معصوم بیوی۔۔“

وہ جو اس نے ثانیہ کو گلے لگایا تھا مصطفیٰ کے آنے پر پیچھے ہوا تھا مگر ہاتھ اپنا ثانیہ کے کندھوں پر ہی رکھا تھا۔۔

کمرے میں مصطفیٰ نے دستک دی تھی۔۔ اور اجازت لیکر اندر آیا تھا۔۔

”اگر آپکا رومینس ختم ہو گیا ہو تو باہر آجائیں آپکی عین نوازش ہوگی۔۔ امی بلا رہی ہیں۔۔۔“

وہ دونوں مصطفیٰ کے ساتھ نیچے آگئے تھے۔۔

”آپ بہت پیارے لگ رہے ہیں تبریز۔۔“

تارا نے اس کی تعریف کی تھی۔۔

”اور جلدی سے عیدی دیں میری اور مجھے پچاس ہزار سے ایک روپیہ بھی کم نہیں چاہیے۔۔۔“

تبریز نے اسے دو ہزار دیئے تھے کیونکہ وہ جانتا تھا عید کی تیسرے دن تک تارا اس سے لیتی رہے

گی۔۔ فلحال یہ رکھ لو باکی بعد میں پیار سے کہتا اس کا ماتھا چوم تا اٹھ گیا تھا۔۔

”تم نے آنکھوں میں جو بھر بھر کر کا جل لگایا ہے نہ اس میں تم بہت۔۔۔۔“

وہ ابھی بول ہی رہا تھا کہ پیچھے سے حسن نے دروازے پر دستک دے کر اندر آیا اور تبریز نے کہنا شروع ہی کیا تھا کہ اس کہ الفاظ حسن نے بولے تھے۔۔

”اس میں تم بہت بد صورت۔۔۔

عماوسیہ کے دن کی چڑیلوں کہ اماں لگتی ہو۔۔

مت لگایا کرو۔۔۔“

تبریز جو آئینے میں اپنے آپ پر پرفیوم چھڑک رہا تھا۔۔

حسن کی بات پر قہقہہ لگایا تھا ساتھ میں تارا نے بھی قہقہہ لگایا تھا۔۔

”ہاہا بڑے کوئی جل جکڑے ہیں حسن بھائی آپ۔۔ ہاہا ویسے امی نے زبردست جوتیاں ماری تھیں آپ کو۔۔“

”میں آپ لوگوں کو بلانے آیا ہوں امی

بلا رہی ہیں چلیں میرے ساتھ۔۔۔“

وہ اب ان کے ساتھ نیچے چلے آئے تھے۔۔

”کالا رنگ تم پر بہت چمکا ہے ارم ماشاء اللہ سے۔۔۔ بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔“

شہریار نے دل سے تعریف کی تھی۔۔

”آپ بھی بہت پیارے لگ رہے ہیں شہریار۔۔“

کالے لباس میں دونوں میاں بیوی نظر لگ جانے کی حد تک پیارے لگ رہے تھے۔۔

”یہ لو تمہاری عیدی۔۔“

سفید رنگ کا لفافہ ارم کو دیتے ہوئی بولا۔۔

ارم نے جب کھولا تو اس نے دیکھا اس میں عمرے کے ٹکٹ تھے۔۔

”سبحان اللہ۔۔ شہریار یہ۔ یہ۔ عمرے کے ٹکٹ ہیں؟؟“

”جی شہزادی یہ عمرے کے ٹکٹ ہیں۔۔“

”یہ اللہ تیرا شکر ہے۔ شہریار ہم عمرہ کرنے جا رہے ہیں“

۔۔۔ وہ رو رہی تھی۔۔۔ مگر یہ آنسو خوشی کہ تھے۔۔

۔۔ ارم کو یقین نہیں آ رہا تھا۔۔

” شہریار یہ مجھے خواب لگ رہا ہے۔۔“

” یہ حقیقت ہے شہزادی۔۔“

شہریار نے اسے گلے سے لگا کر ماتھا چوم کر اس کے آنکھوں سے آنسوؤں کو صاف کر کر کہا تھا۔۔

” آؤ اب چلیں نیچے۔۔“

وہ نیچے آگئے جہاں سب انتظار کر رہے تھے۔

” عید مبارک۔۔“

دونوں نے ساتھ مل کر بولا تھا۔۔

” کاشان میری عیدی۔۔۔“

” یہ لو۔۔“

کاشان نے اسے دس ہزار دیئے تھے۔۔

” تھنک یو کاشان۔۔“

”نو نیڈ لائبر ڈیر۔۔۔“

لائبر کو کاشان نے پائل پہنائی تھی جب اسے رضا کی بات یاد آئی تھی۔۔۔

کہ کاشان زن مرید ہو گیا ہے۔۔

اب وہ ان کو کیسے سمجھائے کی لائبر جیسی لڑکی بھی قسمت

والوں کو ملتی ہے۔۔ لائبر نے اور کاشان نے ایک دوسرے کے ساتھ سچی محبت کی تھی لائبر نے

کاشان سے صاف کہا تھا کہ اسے کے گھر رشتہ بھیجے کاشان نے بھیجا ان کا نکاح ہوا اب لائبر کا دل

کرتا تھا کہ وہ بھی اپنے شوہر کے صدقے واری جائے۔۔

”بس تمہارے چار ماہ کے بعد نوکری پکی ہوگی انشاء اللہ تم پریشان نہ ہو نہ کاشان اللہ بہتر کرے گا

۔۔“

”انشاء اللہ۔۔۔“

”اور تم بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔ لائبر۔۔۔“

”تم بھی کاشان۔۔۔“

”آؤ چلیں امی کے پاس۔۔“

خوشخبری رائٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیلف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email : aatish2kx@gmail.com

وہ کھانے کی بعد ارشد صاحب کی طرف نکلنے لگے تھے۔

عید کو ایک ماہ گزر چکا تھا تبریز اور تارا محسن اور ثانیہ کینیڈا چلے گئے تھے۔

اور ارم شہریار عمرہ کرنے کے بعد وہ بھی سیدھا کینیڈا چلے آئے تھے۔

مصطفیٰ اور حسن۔ ماسٹرز کے فائنل ایئر میں مڈ ٹرم کے پیپرز کی تیاری کر رہے تھے۔

ولید صاحب کے کچھ

اہم کام تھے پاکستان میں ان کا کہنا تھا کہ وہ ارشد والوں کے ساتھ آئینگے۔۔۔

ان سب کے لئے جو افسوسناک بات تھی وہ یہ تھی کہ سعدیہ کا ہارٹ اٹیک سے انتقال ہو چکا تھا اور ممتاز ویسی کی ویسی تھی وہ اب تک نہیں سدھری تھی۔۔ ان کی کچھ دوستوں نے سمجھانی کی کوشش کی تھی مگر وہ ان سے لڑپڑتی تھی۔

اور خوشی کی خبر ان کے لیے یہ تھی کہ رضا کے لئے کوئی لڑکی ڈھونڈ رہے تھے۔۔

ردا بیگم اور احمد صاحب عمرہ کرنے چلے گئے تھے۔۔

سب اپنی اپنی زندگی میں خوش تھے مگر جیسی کرنی ویسی بھرنی۔۔ سعدیہ اور ممتاز نے لوگوں کے گھر برباد کیے اور آج انکا اپنا گھر برباد تھا سعدیہ تو اس دنیا سے چلی گئی تھی مگر اپنے آخری لمحات میں ممتاز کو سمجھاتی تھی کی انہوں نے جو بھی کیا غلط کیا۔۔ ان سے غلطیاں ہوئی تھی کہ ان دونوں نے لوگوں کے گھر برباد کیے اور کردار کشی کی تھی سعدیہ کو تو پھر بھی پچھتاوا تھا مگر اب کیا پچھتانا جب چڑیا جگ گئیں کھیت۔۔۔

اور ممتاز پہلے کی طرح بلکل نہیں بدلی تھی۔۔۔ عید اپنوں سے ہوتی ہے مگر اپنے بھی وہ ہوں جو آپ
پر جان نچھاور کرنے والے ہوں۔۔۔
اور جو آپ کی قدر کرے۔۔۔

اللہ پاک ہم سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور شیطان کے شر سے محفوظ رکھے آمین۔۔۔

ختم شد۔۔۔۔۔

